جون
2020ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)	شوال : 1441ھ
شمارہ : 06	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)	جون : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- حافظ مختار احمد گوندل
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت:
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندورنِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net
Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر مختار فاروقی	6
کرونا وائرس کے بعد......	4	ایوب بیگ مرزا	18
قرآن فہمی عشق رسول ﷺ کا بنیادی تقاضا	5	خورشید احمد سعیدی	22
تصویر اِک فتنۂ عالمگیر (4)	6	احسن عزیز شہید	31
کووڈ 19 جاہلیت خالصہ کا تازہ ترین کارنامہ	7	ڈاکٹر جاوید انصاری	41
کرونا وائرس۔ اللہ کے نافرمانوں کے لیے وارننگ	8	محمد منظور انور	50
یومِ آزادی پاکستان	9	حافظ مختار احمد گوندل	54
تبصرہ و تعارف کتب	10		59

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(آیات 94-98)

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَـكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ

آپ فرما دیجیے کہ (اے بنی اسرائیل) اگر آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک
تمہارے ہی لیے مخصوص ہے، دیگر لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے نہیں ہے

فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۴﴾

تو موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

لیکن یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے
ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں

وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۹۵﴾

اور اللہ (ایسے) ظالموں سے (خوب) واقف ہے

وَ لَتَجِدَنَّهُمۡ اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ

بلکہ آپ ان کو دیگر لوگوں سے زندگی کے کہیں حریص پاؤ گے

وَمِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا

یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی زیادہ

یَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ یُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ

ان میں سے ہر ایک یہی خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس جیتا رہے

وَمَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ یُّعَمَّرَ

بالفرض اتنی لمبی عمر اس کو مل بھی جائے تو اسے عذاب سے تو نہیں چھڑا سکتی

وَاللّٰهُ بَصِیۡرٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾

اور جو کام یہ کرتے ہیں اللہ ان کو دیکھ رہا ہے

قُلۡ مَنۡ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِیۡلَ

آپ فرما دیجیے کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اس کو غصّے میں مر جانا چاہیے)

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ

اس نے تو (یہ کتاب) اللہ کے حکم سے آپؐ کے دل پر نازل کی ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَ هُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۷﴾

جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے

اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے

مَنۡ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَجِبۡرِیۡلَ وَ مِیۡكٰلَ

جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۹۸﴾

تو یقیناً اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡم

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

سَتَکُوْنُ فِتَنٌ

آنے والے دور میں ایسے (بہت سارے) فتنے واقع ہوں گے کہ

(ان کے عذاب سے بچنے کے لیے)

اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْقَائِمِ

ان میں بیٹھا رہنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے

وَ الْقَائِمُ فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ الْمَاشِیْ

اوران میں کھڑا ہونے (رُکا رہنے) والا بہتر ہوگا چلنے والے سے

وَ الْمَاشِی فِیْهَا خَیْرٌ مِنَ السَّاعِیْ

اوران میں چلنے والا بہتر ہوگا سرگرمی دکھانے والے سے

مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ

جو شخص اس فتنہ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھے گا وہ اس کی زد میں آجائے گا

فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَیَعُذْ بِهٖ

لٰہذا جو کوئی اس سے بچنے کا ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے

تو اسے چاہیے کہ (فوراً) اس سے پناہ لے لے

(متفق علیه، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ)

الجَامِعُ الصَّغِیْر فی احادیث البشیر والنذیر، للامام جلال الدین السیوطی رحمه الله

حرفِ آرزو

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے ارمانوں کی (مذہبی) رومانوی سرزمین پاکستان کا یومِ آزادی (14/اگست 1947ء کی ہجری تاریخ)

انجینئر مختار فاروقی

گزشتہ چھے صدیوں سے یورپی اقوام (مسیحی اور صہیونی اقوامِ مغرب) نے مغربی یورپ میں مسلمانوں کی شاندار علمی، تہذیبی، انسان دوست، اخلاق دوست اور علم دوست روایات سے فیض پا کر مسلمانوں ہی کی سپین، فرانس، بلجیم اور برطانیہ میں پھیلی تہذیبی نشانیوں کو مٹا کر بزعم ِخویش ایک نئی عالمی تحریک کا آغاز کیا۔ (ہمارے نزدیک یورپی اقوام کی بیداری اور سپین سے مسلمانوں کی بیخ کنی کے پس پردہ صہیونی یعنی بنی اسرائیل کا ذہن کارفرما تھا جس نے بعد ازاں مسیحی یورپی اقوام کو دھوکا دے کر انھیں پہلے اسلام کے خلاف استعمال کیا اور پھر اس احیائی تحریک (RENNIASANCE) پر قابض ہو کر گزشتہ تین صدیوں سے اس کے فوائد سمیٹ رہا ہے) یہ تحریک کئی مراحل سے گزر کر سلطنت عثمانیہ، صفوی حکومت اور سلطنت مغلیہ کو تحلیل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ’تہذیبوں کا تصادم‘ نامی کتاب کا مصنف سیموئیل پی ہنٹنگٹن لکھتا ہے:

”......1500ء سے 1750ء کے درمیانی عرصے میں پہلی عالمی سلطنت کو قائم کرنے میں مغرب والوں کی کامیابی کا دارومداران کی جنگی استعداد میں اضافے پر تھا جس کو ’’فوجی انقلاب‘‘ کا عنوان دیا گیا ہے۔ مغرب نے دنیا کو اپنے نظریات یا اقتدار یا مذہب میں برتری کی وجہ سے فتح نہیں کیا تھا بلکہ اس وجہ سے فتح کیا تھا کہ

منظّم تشدد کرنے میں اس کو برتری حاصل تھی۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کو مغرب کے لوگ تو بھول جاتے ہیں لیکن غیر مغربی لوگ فراموش نہیں کرتے۔''

عثمانیوں، صفویوں اور مغلوں کے خلاف صہیونی یورپی اقوام کا مسلمان حکمرانوں کے زیرِ نگیں علاقوں کے علاوہ تمام روئے ارضی پر بلا شرکت غیرے قبضہ ہوگیا جنوبی ایشیا میں ان اقوام نے جنوبی افریقہ کے پاس سے سمندری راستہ اختیار کر کے خلیج بنگال میں ساحلی علاقوں پر قبضہ کرنے کا آغاز کیا۔ مغل حکمران ہمایوں اور اکبر کے عہد میں ہی جنوبی ایشیا کی مغل حکومت ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کی باہمی ملی بھگت سے سازشوں کا گڑھ بن گئی تھی۔ اکبر کا دین الٰہی ایجاد کرنا، ہندوؤں کا حکومتی ایوانوں میں منہ زور بن جانا، عیسائیوں اور یہودیوں کو سرکار دربار تک دخل اندازی کی سبیل پیدا کر دینا ایک کھلا راز ہے (اکبر کے مقبرہ میں مسلمانوں کے مذہبی نشانات کے علاوہ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے نشانات اس تصور کی غمازی کرتے ہیں جو مقبرہ تعمیر کرنے والے حکمران جہانگیر کے وراثتی ذہن میں موجود تھا اور عالمی صہیونی سازشی سرگرمیوں کے پھیلاؤ کی طرف اشارہ بھی)۔ گو حالات کے جبر اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے جہانگیر نے غلط نظریات اور دین الٰہی سے توبہ کر لی تاہم زیرِ زمین اور پس پردہ صہیونی سازشی ذہن پھر بھی کارفرما رہا۔

1000ھ کے بعد (1591ء کے لگ بھگ) دوسری ہزاری کے مجدد (مجدّد الف ثانی، عربی میں الف ثانی کے معنی دوسری ہزاری ہے) کی ذات سے گویا مسلمانوں کی بیداری اور اقوامِ مغرب کے ساتھ ہندوؤں اور سکھوں سے کشمکش کے ایک طویل دور کا آغاز ہوا جو پہلوانوں کی کشتی کی طرح کئی قلابازیوں کے بعد بالآخر 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جنوبی ایشیا پر عالمی صہیونی یورپی استعمار کے فی الواقع قبضے پر منتج ہوا۔ 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے انگریزوں کا پنجاب، کشمیر (اور موجودہ KPK) کے سرحدی علاقوں سمیت کابل تک سکھوں کی حکومت قائم کرنا اور رکھنا افغانستان سے کسی ابدالی وغزنوی کی دوبارہ آمد کو وہیں روکنے کی پالیسی کے تحت تھا، جو تحریک شہیدین کی تاریخ سے ظاہر ہے۔

پہلے صہیونی استعمار تاجروں کے بھیس میں وارد ہوا تھا اور EIC (ایسٹ انڈیا کمپنی)

حکمران رہی، 1860ء کے بعد جنوبی ایشیا میں براہِ راست تاجِ برطانیہ کی حکومت قائم ہوگئی، EIC، 1885ء میں ختم کردی گئی۔ EIC جنوبی ایشیا سے کتنا کچھ لوٹ کر لے گئی وہ اپنی جگہ اہم ہے (بی بی سی کی نشر کردہ ایک رپورٹ کے مطابق 1757ء سے لے کر 1857ء تک انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان کو پہنچنے والے مالی دھچکے کی کل رقم، 2015ء کے زرمبادلہ کے حساب سے، 30 کھرب ڈالر بنتی ہے۔ جس سے برطانیہ میں ترقی اور پیسے کی ریل پیل کا باب کھل گیا۔ کاش جنوبی ایشیا کا کوئی مسلمان وکلاء فورم برطانیہ پر اس کثیر رقم کے ڈاکے کی رقم کی واپسی کا مقدمہ دائر کراسکے)۔

تاجِ برطانیہ کے عہد میں ہی مسلمانوں نے جہادی سرگرمیوں کو دبا کر جمہوری جدوجہد کے ذریعے اس منحوس استعمار سے آزادی کی کوششیں کی ہیں، جو 1920ء کے بعد سے بہت نمایاں ہیں سلطنت مغلیہ کی طرح سلطنت عثمانیہ کے دھڑن تختہ (1918ء) کے بعد جنوبی ایشیا کے غلام مسلمانوں نے ہی مقتدر برطانوی سامراج کے خلاف تحریک خلافت جیسی مزاحمتی اور احتجاجی تحریک چلائی جو پورے ہند میں پھیل گئی اور جس نے برطانوی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ برطانوی استعمار نے اس تحریک کے غبارے سے ہوا نکالنے کے لیے اور مسلمانوں کی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے گاندھی جی کو اس تحریک میں شامل کر دیا اور یوں یہ تحریک بظاہر ناکام ہوگئی۔

اسی تحریک کے نتیجے میں مسلمانوں میں ایک عمومی بیداری کا جذبہ اور اپنے لیے برطانوی استعمار کے دفع ہونے پر ایک علیحدہ وطن کے حصول کی جدوجہد کی اہمیت واضح ہوئی۔ اس کی وجہ علامہ اقبال کی شاعری بھی تھی۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے شکوہ (1911ء)، شمع و شاعر (1912ء)، جوابِ شکوہ (1913ء) کے ذریعے مسلمانوں میں سیاسی و مذہبی بیداری کے لیے نمایاں کام کیا۔ دیگر بے شمار زعمائے ملت نے بھی اپنی اپنی سطح پر اور اپنے اپنے انداز میں کام کیا۔ تاہم علامہ اقبال نے جس طرح برطانوی استعمار کا مطالعہ کیا تھا اور دین اسلام کا بھی، وہ برطانیہ میں حصولِ تعلیم کے سبب اس منحوس مغربی استعمار کی برخود غلط علمی بنیادوں کو سمجھتے تھے وہ خوش نصیبی شاید کسی اور اہم مرکزی مسلمان شخصیت کے حصے میں نہیں آئی۔ اسی سبب دسمبر 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں آپ نے اسلامی روایات سے استدلال کر کے جو تجویز دی تھی وہ گویا تقدیر مبرم بن گئی اور عین اسی کے مطابق سترہ سال بعد پاکستان منصۂ شہود پر اُبھر آیا۔ کلام اقبال کے جذبے اور حالات

کے دباؤ میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو جدو جہد کی ایک صحیح سمت مل گئی اور قائداعظم نے اس نازک وقت میں مسلمانوں کی قیادت کر کے حصولِ آزادی کا خواب حقیقت میں بدل دیا۔

تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کا زمانہ ماضی قریب کا زمانہ ہے اور انسانی بیداری، علم کے غلغلہ اور معلومات کی ہماہمی کا دور ہے۔ اس دور کی باریک ترین اور خفیہ ترین باتیں بھی اب روز روشن کی طرح عیاں ہیں کہ حکومتی ایوانوں کے سرکاری راز بھی جلد یا بدیر عوامی دسترس میں آجاتے ہیں (ان واقعات کی تازگی اور شعوری سطح پر لانے کے لیے علیحدہ ایک مضمون اس اشاعت میں بھی شامل ہے)۔

قیام پاکستان کے سلسلے میں 3 جون 1947ء کے اعلان آزادی کے بعد کے واقعات پر بے شمار اہل قلم اور نامور سیاسی (قیامِ پاکستان کے وقت کی مسلم لیگ اور کانگریس کے) کارکنان اور میدان سیاست کے شاہسواروں نے کتابیں لکھیں ہیں جو آج طالبان علم کے لیے موجود ہیں۔ ان معلومات کا خلاصہ (لب لباب) کچھ یوں ہے:

1۔ 14 ؍اگست 1947ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل کراچی آئے تھے اور پاکستان کے قیام کے سلسلے کی تقریبات منعقد ہوئیں یہ جمعرات کا دن تھا قائداعظم محمد علی جناح نے گورنر جنرل پاکستان کا حلف اٹھایا۔

2۔ 15 اگست 1947ء کو گورنر جنرل نے دہلی واپسی پر آزادی کی تقریبات کا انعقاد کیا ان سے خطاب کیا اور یوں پاکستان اور بھارت کو آزادی کے پروانے مل گئے۔ مزید برآں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کی درخواست پر بھارت کا گورنر جنرل بننا قبول کرلیا۔ (اگرچہ لارڈ ماؤنٹ نے پاکستان سے بھی کچھ عرصے کے لیے بظاہر SMOOTH TRANSFER OF POWER کی غرض سے گورنر جنرل بننے کی 'درخواست' کی تھی جو بوجوہ قائداعظم نے مسترد کردی تھی)۔

3۔ 14 اور 15 ؍اگست کی درمیانی شب جب اعلان آزادی ہوا تو یہ 27 رمضان المبارک (لیلتہ القدر) کی شب تھی۔

یہی تاریخ روزنامہ DAWN کی اس دن کی اشاعت پر درج ہے۔ یادرہے کہ سرکاری

سطح پر حکومت برطانیہ (غالبًا) ہجری کیلنڈر کا اجرا کرتی تھی جو ملکی سطح کے پریس اور دستاویزات کا حصہ بنتا تھا۔ عوامی سطح پر مسلمان علاقائی (REGIONAL) بلکہ شہروں اور آبادیوں کی سطح پر رؤیت ہلال کا اہتمام کر کے اپنے تہوار مناتے تھے، جو اسلامی تاریخوں کے اختلاف کی بنیادی وجہ ہے۔

4۔ قائداعظم کی حیات میں ہی جب اگلا یوم آزادی منانے کی اعلیٰ سرکاری سطح پر تیاریاں کی جارہی تھیں تو ان کو ایک NOTE پیش کیا گیا کہ ہم بھارت کے ساتھ 15/اگست کو آزادی کا دن نہیں منائیں گے بلکہ پاکستان کے لیے 14/اگست کا دن ہی صحیح اور حقیقت ہے۔ دلیل اتنی مضبوط تھی اور ملّی وقومی جذبات کی عکاس کہ قائداعظم نے اس کی منظوری دے دی۔ لہٰذا 1948ء اور اس کے بعد سے یومِ آزادی 14/اگست کو ہی منایا جاتا ہے گویا سرکاری طور پر پاکستان کا پہلا یوم آزادی بھی 14/اگست ہی کو تھا اور یہی اب تک منایا جارہا ہے۔ 14/اگست 1947ء کو سرکاری طور پر اسلامی تاریخ 26 رمضان المبارک کا دن تھا۔

14 اگست 1947ء ___ رمضان 1366ھ

مندرجہ بالا سطور میں درج تمام تاریخیں اور تفصیلات حتمی اور تاریخی ہیں اور تمام اہل قلم اور اہل علم اس پر متفق ہیں۔

حکمت بالغہ کے صفحات اس پر شاہد ہیں کہ ہم پاکستان کے اوّل یومِ آزادی ____ 14 اگست 1947ء کو شب قدر گردانتے ہیں۔ اس مضمون کی نوبت بھی اسی حقیقت کی طرف توجہ دلانے کے لیے آئی ہے کہ ہم ایک تاریخی، منطقی، دینی اور تکوینی ضرورت کے تحت تاریخ کے مسلمات کو دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے دیکھیں ___ اور غور کریں۔ اُمید ہے کہ آپ کھلے دل سے آگے کی سطور کو پڑھیں گے اور پہلے سے کسی طے شدہ ذہنی فیصلے کے تحت نہیں بلکہ اس قضیئے کے پورے مالہٗ اور ماعلیہ پر از سرِنو غور کر کے نتیجہ اخذ کریں گے۔

راقم کو اس بات کا گہرا یقین ہے کہ جیسے جنوری 1947ء تک عوامی سطح پر قیامِ پاکستان کا امکان شاید 10% تھا مگر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اس کو ممکن بنا دیا۔ اسی طرح 14/اگست 1947ء کو 27 رمضان المبارک 1366ھ (لیلۃ القدر) ہونا بھی ایک تکوینی حقیقت ہے جو جلد یا بدیر سامنے آکر رہے گی۔

مندرجہ بالا حقیقت کے شعوری ادراک کے لیے درج ذیل مسلمات پر ہمدردانہ (SYMPATHEIC) غور فرمائیں:

1۔ دنیا میں گزشتہ کئی صدیوں سے صہیونی مغربی استعمار کے سیاسی غلبے کی وجہ سے عیسوی کیلنڈر رائج ہے اور عموماً ہر بالغ، بچہ، جوان، بوڑھا، مرد، عورت سب انگریزی تاریخ (DATES) سے واقفیت رکھتے ہیں جبکہ اسلامی اور ہجری کیلنڈر کا معاملہ دگرگوں ہے اور اسلامی تاریخوں کو یاد رکھنا دن بدن کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ آئندہ جب اسلام کا عالمی غلبہ ہوگا اور ع میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری' کا دور آئے گا تو اس وقت عالمی اسلامی کیلنڈر کی ضرورت ہوگی۔

2۔ ہجری کیلنڈر کی تاریخ مکہ تک پہنچتی ہے۔

3۔ ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ کی ہے اور آپ نے چالیس سال کی زندگی وہیں گزاری، آغاز وحی کے بعد بھی مزید 13 سال وہیں گزارئے پھر ہجرت فرمائی۔

4۔ تاہم ___ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے اس عرصے کی تفاصل بہت کم ملتی ہیں اور جو ملتی ہیں ان کی اسلامی تاریخوں کے بارے میں شکوک وشبہات کا گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم مسلمانوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کی زندگی کے واقعات کو (خدانخواستہ) یاد نہیں رکھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اسلامی سال (LUNAR CALENDER)، عیسوی کیلنڈر (SOLAR CALENDA) سے دس دن کے قریب چھوٹا ہوتا ہے لہٰذا اسلامی تہوار پورے عیسوی سال میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ روزے کبھی دسمبر میں اور کبھی جون میں آجاتے ہیں حج کا معاملہ بھی اسی طرح کا ہے۔ ابتدائے اسلام میں عرب (عیسائی دنیا اور قیصر روم سے تجارتی روابط کی وجہ سے) عیسوی کیلنڈر سے متأثر تھے اور کسی تہوار کا ایک ہی موسم میں آنا ان کو اچھا لگتا اور بالخصوص حج بیت اللہ کا مذہبی تہوار اُن پر گراں گزرتا تھا کہ سردیوں میں یا شدید گرمیوں میں آئے تو انتظامات میں مشکلات پیش آتی تھیں اور کئی دیگر وجوہات کی وجہ سے انہوں نے 'نَسِیْــئ' کا طریقہ گھڑ لیا تھا۔ قرآن مجید میں سورۃ توبہ آیت 37 میں اس کا ذکر آیا ہے۔ لہٰذا وہ ہر تیسرے سال ایک ماہ کا فرضی اضافہ کر کے حج کے موسم اور رجب کا مہینہ موسموں کے اعتبار سے ایک ہی جگہ رکھتے تھے اور اپنے

قبائلی جھگڑوں اور جنگوں کے لیے محترم مہینوں کو بھی بدلتے رہتے تھے۔ ایک لمبے عرصے کے تعامل سے حقیقی اسلامی تاریخوں کا معاملہ گڑبڑ ہو چکا تھا اور اس بات کا کوئی تحریری ریکارڈ بھی نہیں تھا وجہ یہ تھی کہ عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہی کم تھا۔ دورِ جاہلیت میں عربوں کی اس روش کا اثر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے دور (پیدائش سے ہجرت تک) کی اسلامی تاریخیں بھی 'نسیئ زدہ' ہیں کہ وہ مہینہ تکوینی طور پر کونسا تھا؟ (حال میں ہی کراچی سے ڈاکٹر تسنیم احمد صاحب نے سیرۃ النبیؐ پر 'کاروانِ نبوت' کئی جلدوں میں کتاب لکھی ہے اس میں اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے)۔

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں نے اپنے طور پر اسلامی تہوار اپنائے تو چاند کی تاریخوں اور اسلامی مہینوں کا صحیح ریکارڈ رکھا جانے لگا۔ پھر بھی اس بات کا امکان تھا کہ 'نسیء' کے طریقہ (اور رسم کی وجہ سے) حقیقی مہینہ کونسا ہے؟

یہاں تک کہ جب رمضان 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا اور آگے حج کا موسم آیا تو آپ ﷺ حج کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ 9 ہجری کا موسم آیا تو آپ ﷺ اس سال بھی حج کے لیے تشریف نہیں لے گئے بلکہ 10ھ کا حج آپ ﷺ نے ادا فرمایا اور ساتھ ہی قرآن نے وجہ بھی بتا دی کہ گزشتہ دو سال حج نہ کرنے کی وجہ کیا تھی؟

> اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِینَ کَفَرُوا یُحِلُّونَہٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُونَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ زُیِّنَ لَھُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِھِمْ وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِینَ (37:09)
>
> ''کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے، اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں، ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام، تا کہ ادب کے مہینوں کی جو اللہ نے مقرر کیے ہیں گنتی پوری کر لیں اور جو اللہ نے منع کیا ہے اس کو جائز کر لیں۔ ان کے بُرے اعمال ان کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا''۔

گویا 10 ہجری کے حج کا موقع ایسا تاریخی اور نادر موقع تھا کہ تاریخ عرب میں 'نسیء' کے طریقے سے جو اسلامی مہینے اور تاریخیں بدل گئی تھی، زمانہ چکر لگا کر اپنی اصلیت کی

طرف لوٹ آیا تھا کہ یہ حج قدرتی، تکوینی اور ازلی تاریخوں میں واقع ہوا تھا۔ اسی طرح ہجرت مدینہ کے ساتھ تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے پہلے سال روزے فرض نہیں فرمائے بلکہ دوسرے سال کے روزے فرض ہوئے تو اس میں بھی یہی حکمت کارفرما ہوسکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی اصلی جگہ پر آ گیا تھا۔ پھر مکہ اور مدینہ کے مطالع کا فرق تھا۔ مگر حیرت افزا بات ہے کہ ہم مسلمان آج تک مکہ کی چاند کی تاریخیں (حجۃ الوداع کی اور سیرت النبی ﷺ کی تاریخیں) اور قیامِ مدینہ کی تاریخیں ایک بنا کر رکھے ہوئے ہیں حالانکہ رؤیت کے اعتبار سے اس دور میں ایسا ہونے کا بظاہر امکان بہت کم تھا۔ یہ نبوی بصیرت ہی کا کمال ہے۔

گویا ___ حجۃ الوداع کا مبارک دن ایسا تھا کہ مسلمانوں کے لیے مکہ کی مرکزیت کے ساتھ سال بھر یہ اجتماع مسلمانوں کے ہجری کیلنڈر کو سالانہ بنیادوں پر UPDATE کر دیتا تھا کہ باقی مہینوں کا آغاز و اختتام اس بڑی مطابقت (حج کی تاریخ) کے بعد ایک لوکل مسئلہ اور فروعی مسئلہ رہ جاتا تھا۔ لہٰذا اسلامی کیلنڈر میں آج چودہ صدیوں بعد بھی مجموعی طور پر اختلافات کم ہیں۔ ہاں مہینوں کے آغاز (رؤیت ہلال) کا فرق باقی رہا اور آج ترقی کے دور میں بھی 50 سال پہلے تک بہت نمایاں تھا جو اب کم ہو کر قابل درگزر بن گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سفر آسان ہو گئے پہلے تار، اور اب فون، موبائل فون، ٹی وی، ہوائی جہازوں کے سفر کے ساتھ ملکوں کے درمیان فاصلے ختم کر دیے اب پاکستان سے حج 4 گھنٹے کا ہوائی سفر رہ گیا ہے۔

پاکستان میں ایوب خان کے دور میں اور بعد میں بھی رؤیت ہلال اور بالخصوص آغاز رمضان پر اور عید پر بعض اوقات بڑی ناگوار صورتحال بن جاتی رہی ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے تک پاکستان اور سعودی عرب کی چاند کی تاریخوں میں بالعموم دو دن کا فرق ہوتا تھا پھر ویڈیو آ گئی ہوائی جہاز کا سفر آ گیا اور حج کی LIVE COVERAGE آ گئی یہ 90 کی دہائی کی بات ہے ایک طرف پاکستان کے لاکھوں لوگ سعودی عرب میں ملازمت کے لیے گئے ہوئے ہیں ان کا آنا جانا اور دوسری طرف ٹی وی لائیو کوریج ___ لوگ حج کے مناظر اور مناسک دیکھ رہے ہیں یہاں 7 ذوالحجہ کو وہاں حج پڑھا جا رہا ہے دیکھ رہے ہیں 8 ذوالحجہ کو وہاں عید کے مناظر اور قربانی ہے۔ لوگوں میں شعور بیدار ہوا اور ان ایجادات کے نتیجے میں جبکہ دنیا ایک گلوبل وِلیج بن چکی ہے تو اس

صورت حال میں بھی تبدیلی آ گئی اب پاکستان اور سعودی عرب کی چاند کی تاریخوں میں صرف ایک دن کا فرق رہ گیا ہے اور وقت کے ساتھ اور چند سال بعد شاید یہ فرق بھی ختم ہو جائے۔

یہ فرق کیسے ختم ہو گا کہ اگر مکے کو مسلمانوں کے دینی مرکز کا مقام حاصل ہے تو وہاں کی چاند کی تاریخ کو پورا عالم اسلام قبول کر لے اسلامی تاریخ کا جو فرق دو دن سے ایک دن رہ گیا وہ فرق بھی ختم ہو جائے تو مکہ کا اسلامی کیلنڈر پوری اسلامی دنیا کے لیے قابل قبول ہو جائے گا۔ گویا عیسوی کیلنڈر کی طرح 'مکہ' کی بنیاد پر چاند کی تاریخوں پر مبنی ایک نظری کیلنڈر دنیا میں بننے کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں بلکہ نظری اسلامی ہجری کیلنڈر موجود ہے، صرف ان کو مقبولِ عام کے درجے تک آنے کا انتظار ہے۔ (تعلیماتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اس مشکل اور متوقع مسئلہ کے قابل قبول حل کی طرف عملی اقدام بھی خود ہی کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد بھی کعبہ کی 'کلید برداری' کا منصب سابقہ خاندان کے حوالے ہی کر دیا جو ایک ہی خاندان کی برکت سے حج کی تاریخوں کا صحیح تسلسل قائم رہے۔ واللہ اعلم)

ایک اور زاویے سے دیکھیں تو مثال کے طور پر آج سعودی عرب میں 13 ربیع الاوّل ہے اور ہم پاکستان میں 12 ربیع الاوّل منا رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کے سلسلے کی تقریبات بھی ہو رہی ہیں۔ یہ بات بڑی مضحکہ خیز ہے۔ وقت آنے والا ہے کہ پاکستان کی لیلۃ القدر اور سعودی عرب، انگلینڈ، امریکہ، جاپان، چین، روس سب میں ایک رات ہی لیلۃ القدر ہو۔ ورنہ مذہبی طور پر اس کی تشریح بہت مشکل ہو جائے گی کہ لیلۃ القدر کی حقیقت کیا ہے؟ اسی طرح معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے اگر دنیا میں اس رات کی برکات کو بھی ہم تسلیم کریں اور دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف تواریخ کو منائیں تو معاملہ تجرباتی علوم کی تیز رفتار ترقی سے ہم عنان نہیں رہے گا۔ اسی طرح شب براءت (جو اس کو تسلیم کرتے ہیں) کا معاملہ بھی، آغاز رمضان اور عیدین کا معاملہ بھی ہے۔ لہٰذا قیامِ پاکستان کی طرح (جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی چار صد سالہ تاریخ کے اختتام پر) یہ بات بھی تقدیر مبرم ہے کہ عنقریب آنے والے وقتوں میں عالم اسلام کا ایک اسلامی ہجری کیلنڈر تسلیم کر لیا جائے گا۔ خوشی کی بات ہے کہ اب علمی دنیا میں ایسے کئی کیلنڈر وجود میں آ گئے ہیں۔ عنقریب ان سارے کیلنڈروں کی کسی ادارے کی نگرانی کے ذریعے ایک عالمی اسلامی کیلنڈر

وجود میں آجائے گا جو حجۃ الوداع کی اصل تاریخ 9 ذوالحجہ کی بنیاد پر تشکیل پائے اور ساری دنیا اس کو تسلیم کر لے گی اور سارے اسلامی تہوار دنیا بھر میں ایک ہی تاریخ کو منائے جائیں۔ دن رات کے اوقات کا فرق رہے گا مگر تاریخ ایک ہی رہے گی۔

قربِ قیامت میں یعنی اب مستقبل قریب میں اسلام کے عالمی غلبے (جس کا آغاز پاکستان میں اسلامی انقلاب سے ہونے کا امکان ہے) کا ذکر بھی ہمارے دینی لٹریچر اور عقائد کا حصہ ہے۔ اس کا منطقی تقاضا بھی یہی ہے کہ جلد ہی مسلمانوں کو ایک مشترکہ عالمی اسلامی کیلنڈر کی ضرورت ہو گی جو یقیناً پوری ہو گی اور اس کے اسباب بھی پیدا ہو رہے ہیں اور URGE بھی۔

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لَنَا ھٰذَا ...... اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لَنَا ھٰذَا

سورج ایسا سیارہ ہے جس کے بارے میں ہماری معلومات اتنی زیادہ نہیں ہیں ایک تو اس کی دوری ہے (تقریباً 14 کروڑ کلومیٹر) اور دوسرے اس میں آگ لگی ہوئی ہے اور ٹمپریچر بہت زیادہ ہے اس کی حرکات (محوری و گردشی) کے بارے میں معلومات بھی اتنی گہری نہیں۔ مگر چاند کے بارے میں معلومات بہت باریکی کے ساتھ موجود ہیں اس لیے کہ انسان نے کئی راکٹ زمین سے روانہ کر کے چاند پر صحیح پہنچا دیے پھر خود انسان وہاں سے ہو کر آ گئے ہیں۔ لہٰذا عیسوی کیلنڈر (SOLAR CHLENDER) کی طرح ہجری کیلنڈر (LUNAR CHLENDER) کا تیار کر دیا جانا اب کوئی ناممکنات میں سے نہیں ہے، جو شمسی تاریخوں کی طرح قابل بھروسہ ہو گا۔

لہٰذا ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ ــــــ جو ہجری کیلنڈر اس وقت ملتے ہیں ان کو بھی سامنے رکھا جائے اور سعودی عرب کے کیلنڈر کو بھی لے کر چیک کیا جائے اور حجۃ الوداع کے ساتھ ملا کر ایک حتمی اسلامی ہجری کیلنڈر جاری کر دیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ وقت ہو گا جب اس عالمی ہجری کیلنڈر کے مطابق 14/اگست 1947ء کو 27 رمضان المبارک ہو گی۔ اس وقت جو ہجری کیلنڈر میسر ہیں ان میں جو سعودی عرب کے قریب کے علاقے (امارات، مصر، اردن وغیرہ) کو مرکز مان کر تیار کیے گئے ہیں ان کے مطابق آج بھی پاکستان کا

یومِ آزادی 14/اگست 1947ء ــــ 27 رمضان المبارک

بنتا ہے۔

گویا مقامی سطح پر رؤیت ہلال کے علاقائی اور لوکل فرق کو نظر انداز کردیں تو آج بھی جو کیلنڈر حجۃ الوداع کے دن فرمانِ رسالت سے مطابقت والا اسلامی ہجری عالمی کیلنڈر ہے اس کے مطابق پاکستان کا یومِ آزادی 27 رمضان المبارک 1366ھ بمطابق 14 راگست 1947ء ہے۔

مزید خوش قسمتی یہ ہے کہ یہ بات بھی قیامِ پاکستان بعد 1948ء کے یومِ آزادی سے پہلے ہی قائداعظم محمد علی جناح کے دست مبارک اور منظوری سے طے ہوگئی کہ پاکستان کا یومِ آزادی 14 راگست کو ہی منایا جائے گا۔ ورنہ بہت سے مزید جھگڑے سر اُٹھا لیتے اور ہمیں عالمی ہجری کیلنڈر کے اجراء پر اپنے یومِ آزادی کے حوالے سے اسلامی تاریخ کا مسئلہ بن جاتا۔

قیامِ پاکستان کی طرح دست قدرت نے 14 راگست یومِ آزادی کا مسئلہ بھی تقدیر پاکستان بنادیا جوان شاء اللہ جلد عالمی اسلامی ہجری کیلنڈر کے مطابق 27 رمضان المبارک کی تاریخ ہوگی اور آج بھی یہ انٹرنیٹ پر بہت سی CONVERSION SITES پر دیکھا جاسکتا ہے۔ (ایڈریس: www.icoproject.org/conv/l=en) اور یقیناً قیامِ پاکستان سے اب تک جو حضرات '14 راگست کو لیلۃ القدر تھی' کہتے آرہے ہیں اُن کے منہ میں گھی شکر والا محاورہ صحیح ہوجائے گا۔ وما ذالك على الله بعزيز

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے ؎
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

قیامِ پاکستان اور یومِ آزادی کے معروف تصورات کے مطابق اگرچہ 14 راگست 1947ء کو دن کے وقت ہی آزادی کی تقریبات ہوئی تھیں تاہم اعلانِ آزادی رات کو بھارتی وقت کے مطابق رات 12:00 بجے ہوا جبکہ پاکستان میں 11:30 بجے تھے۔ 15 راگست جمعۃ المبارک کو بھارت میں تقریبات ہوئیں۔ عملاً پاکستان کو آزادی پہلے مل گئی مگر اعلان 12 گھنٹے بعد ہوا جبکہ بھارت کو اعلان پہلے ہوا مگر عملاً اختیارات 12 گھنٹے بعد دیے گئے۔

ایک سال بعد قائداعظم نے اسی مخمصہ کو ختم کردیا اور صورت حال کو حقیقت کے قریب کردیا کہ 1948ء کا یومِ آزادی 14 اگست کو منانے کا فیصلہ کردیا اور آج تک اسی لیے پاکستان کا یومِ آزادی 14 راگست ہی کو منایا جارہا ہے۔ یہ فیصلہ بھی ایک آسمانی اور DIVINE فیصلہ تھا جو

بانیٔ پاکستان ہی کے ہاتھوں قدرت نے کروایا۔

اب اس فیصلہ میں حکمت کیا تھی اس کے ظہور کا وقت آنے والا ہے بلکہ اس کا آغاز ہو چکا ہے کہ اگرچہ بظاہر اس وقت 15 اگست کو 27 رمضان المبارک اور لیلۃ القدر تھی جس کا ایک حصہ غروب آفتاب سے لے کر نصف شب میں اعلانِ آزادی تک 14 / اگست کی تاریخ بنتی ہے تاہم 14 / اگست کے اعلان آزادی کی حکمت اب ظاہر ہوگی کہ 1947ء کی دہلی، لاہور، پشاور وار ڈھاکہ کی رؤیت ہلال DAWN اور نوائے وقت اخبار اور دیگر ذرائع کی اسلامی تاریخوں کا معاملہ لوکل اور ریجنل سطح کا تھا اور مبنی بر خطا تھا۔ آج کئی حکمتوں کے تحت (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے) اسلامی عالمی ہجری کیلنڈر سامنے آچکے ہیں اور مکّۃ المکرّمہ کو مرکز مان کر ابھی مزید تحقیق سامنے آئے گی تو قیامِ پاکستان کی عیسوی DATE اور عالمی اسلامی ہجری کیلنڈر کی 27 رمضان کی DATE، آپس میں COINCIDE کر جائیں گی۔ یہ فرق دو دن سے اب ایک دن تک آ گیا ہے اور جلد ہی آئندہ سالوں میں ختم ہو جائے گا جس سے 14 / اگست 1947ء کی حقیقی اسلامی تاریخ سامنے آجائے گی جو DIVINE فیصلہ ہوگا۔ (اب بھی اسلامی کیلنڈر پر جائیں تو اکثر کیلنڈر میں 14 / اگست 1947ء کو 27 رمضان المبارک کی تاریخ سامنے آئے گی) یہی تقدیر مبرم ہے یہی فیصلہ رہتی دنیا تک دائم وقائم رہے گا۔ فللّٰہ الحمد و المنۃ۔

کرونا

از شمس الحق اعوان، اسلام آباد

کرونا کب کہتا ہے کہ تم کچھ بھی کرو ناں
کمروں میں بند ہو کر تنہائی میں تو مرو ناں

یہ موقع تھا کہ اسلام ، دنیا کو سکھاتے
ماسک بھلے پہنو ، بند مسجد تو کرو ناں

اللہ تعالیٰ سے معافی، نماز استسقا سے ہے ملتی
نکلو جو میدانوں میں، نمازیں تو پڑھو ناں

افریقی کے قدم چومتے، اک پادری دیکھا
طبقوں کو مٹانا ہے، کچھ تم بھی تو کرو ناں

حرکت میں ہے برکت، صبح وشام ہیں پڑھتے
اُٹھ جاگ اے اہل وطن، قرآن پہ تو چلو ناں

اعوان دنیا ہوئی بے بس، لاک ڈاون نہیں ٹوٹا
لاالٰہ الاانت سُبحانک اِنّی کُنتُ من الظّٰلمین تو پڑھو ناں

کروناوائرس کے بعد......

ایوب بیگ مرزا
(مدیر: ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور)

بیسویں صدی سے آج تک جو جنگیں ہوئیں یا واقعات اور سانحات پیش آئے اسلام دشمن قوتوں نے کس طرح اُن سے فوائد حاصل کیے اور عالمی سطح پر اپنی گرفت کو کس طرح مضبوط کیا اور عالم اسلام کو کس قدر زِک پہنچائی یہاں ایک اہم بات کا ذکر کریں گے وہ یہ کہ آپ غور فرمائیں کہ 1897ء میں Protocols of the Elders of Zion سامنے آنے کے بعد مذکورہ واقعات پیش آئے اور اب بھی اس طرح آ رہے ہیں جیسے دانوں کی کسی لڑی سے ایک ایک دانہ اپنی باری پر گر رہا ہو۔ تازہ ترین واقعہ کروناوائرس کا دنیا بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے۔ ہم مکرر عرض کریں گے کہ ہمارا اصرار یہ نہیں ہے کہ یہ وبا آسمانی آفت نہیں ہے یا انسانی شرانگریزی ہے اصل میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی توجہ اِس طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ اسلام دشمن قوتیں وبا کی آڑ میں کیا مفادات حاصل کرنا چاہیں گی؟ وہ یقیناً اپنے اہداف کی طرف بڑھیں گی اور بڑھتی ہوئی نظر بھی آ رہی ہیں جو اُن کے لیڈران کے بیانات اور بعض اقدامات سے واضح ہو رہا ہے۔ پہلے یہ جان لیجیے کہ اُن کے حتمی اہداف ہیں کیا جن پر اُنھوں نے ایک عرصہ دراز سے اپنی نظریں گاڑھی ہوئی ہیں ان ہی اہداف کی طرف بڑھنے کے لیے وہ دنیا میں واقعات اور حادثات پلان کرتے ہیں یا وہ قدرتی طور پر وقوع پذیر ہو جائیں تو اُن کی آڑ میں آگے بڑھتے ہیں۔

ا۔ آئیڈیل ہدف ہے ایک گلوبل گورنمنٹ (عالمی حکومت) کا قیام، جس کی نوعیت مطلق العنان پولیس سٹیٹ کی سی ہو۔

۲۔ موجودہ اقتصادی نظام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا۔

۳۔ عالمی سطح پر انسانی نگرانی کا میکنزم۔

۴۔ سماجی وثقافتی تبدیلی (ایک نیا نویلہ سماج)

یہ قوتیں اس سب کچھ کے لیے ایک چومکھی لڑائی لڑ رہی ہیں، جس میں عسکری جنگ، لاک ڈاؤن، کرفیو، اقتصادی اتھل پتھل، فحاشی اور عریانی کا سیلاب، آئی ٹی جنگ بالآخر مذکورہ عالمی حکومت کا قیام۔

ہم جو کچھ آپ کے سامنے پیش کریں گے وہ ہوائی باتیں یا Conspiracy Theories نہیں ہوں گی بلکہ نادیدہ قوتوں کے نمائندوں کے بیانات اور حکومتی اقدام کا ذکر ہوگا جو ایک عرصہ سے سامنے آرہے ہیں۔ ہنری کسنجر نے 1974ء میں نیشنل سیکورٹی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

Depopulation should be the highest priority of the US foreign policy towards the world.

(امریکی خارجہ پالیسی کی اوّلین ترجیح ترقی پذیر ممالک کی آبادی میں کمی ہونی چاہیے)

3/اپریل 2020ء کے وال سٹریٹ جنرل میں ہنری کسنجر کا اوپینین پیس جس میں کہا گیا کہ نیوورلڈ آرڈر کو بچانے کے لیے ایک عالمی حکومت کی ضرورت ہے اور ہم کرونا ورلڈ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جیرڈ کشنر کا یہ بیان کہ امریکہ پورے ملک میں ایک سرویلنس پروگرام شروع کرنے کا سوچ رہا ہے کہ کرونا وائرس کا مقابلہ کیا جاسکے۔

برطانیہ کے سابق وزیراعظم گورڈن براؤن کا بیان کہ کرونا وائرس کے خلاف لڑنے کے لیے ایک عالمی حکومت کی ضرورت ہے۔

جے پی مورگن اور فربز کے مطابق کرونا وائرس کی وجہ سے دنیا کی اکانومی کو کم ازکم پانچ ٹریلین ڈالرز کا نقصان ہوگا۔

بلوم برگ میگزین کے مطابق کرونا وائرس دنیا کی معیشت میں گریٹسٹ ڈپریشن لائے گا۔

اکانومسٹ میگزین کے حالیہ شماروں کے سرورق پر دنیا کی تباہی کے نقوش اور پھر یہ کہنا کہ کاغذی کرنسی کے خاتمے کا وقت آچکا ہے۔

ورلڈ بینک کا یہ کہنا کہ کرونا وائرس کی وجہ سے تقریباً دنیا کی آدھی آبادی بدترین غربت میں دھنس جائے گی۔

دنیا میں ایک ورچوئل انداز زندگی اپنانے کا آغاز ہوجانا یہاں تک کہ عیسائی تہوار ایسٹر کو بھی پوپ کی زیر سرپرستی ورچوئل طور پر منایا جانا۔

پوری دنیا میں تیل کا بدترین بحران سامنے آجانا۔

بائیوٹیک (ایسی کمپنیاں جن کا بزنس یہ ہے کہ وہ جنسیاتی حوالے سے تحقیق کرتی ہیں جنسیاتی چیزیں بناتی ہیں اور جنسیاتی مسائل کے حل فراہم کرتی ہیں)، نینوٹیک (ایک ایسی ٹیکنالوجی جو چھوٹے سے چھوٹے ٹیکنالوجی ذرائع بناتی ہے۔ ان چیزوں کا حجم 9-10 کے قریب ہوتے ہیں۔ فرد کی آنکھوں سے انھیں دیکھنا ناممکن ہے۔ آج کل کمپیوٹر اور موبائل کی تمام اسیسریز میں نینوٹیک ٹیکچر استعمال کیا جاتا ہے) اور آئی ٹی کمپنیوں کا ایک دم عروج پر آجانا۔

دنیا بھر کے میڈیا کی جانب سے کرونا وائرس اور اس کے بعد کی دنیا کی انتہائی مایوس کن تصویرکشی کرنا۔

یہ سب چیزیں ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کو ثابت کرتی ہیں۔

ڈیپ سٹیٹ کی اصطلاح 1990ء میں سامنے آئی۔ اس اصطلاح کا سمجھنا مشکل نہیں البتہ سمجھانا مشکل ہے یعنی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ایسی قوتیں جو واضح طور پر سامنے نہ آئیں لیکن پس پردہ وہ ڈوریاں ہلائیں اور ظاہری اور نظر آنے والے حکمران اُن کی بات کو تسلیم کرنے اور اُس کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوں یہ پس پردہ قوتیں حکومتیں بنانے اور گرانے میں بھی اہم اور کلیدی رول ادا کرتی ہیں۔

دنیا بھر میں رونما ہونے والے واقعات اور سانحات کو کس طرح یہ پوشیدہ قوتیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں قرائن یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کرونا وائرس سے دنیا کے اکثر یتی ممالک کی معاشی حالت کو بُری طرح بگاڑ دیا جائے گا۔ خاص طور پر مسلمان اور تیسری دنیا کے ممالک کی معیشت تباہ و برباد کردی جائے گی۔ ان کی اِس کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اِن سے غیر مقبول فیصلے کرائے جاتے ہیں۔ حکمرانوں اور عوام کے درمیان ایسے فیصلوں سے دوری پیدا ہوجاتی ہے۔ حکمران اپنے اقتدار کو قائم و دائم رکھنے کے لیے عوام کی بجائے ان نادیدہ قوتوں پر انحصار کرتے ہیں اور اکثر اپنے ملک کے مفاد کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

یہ عالمی قوتیں مختلف ممالک میں وہاں کے حکمرانوں سے ساز باز کرکے ایسی زمینوں پر

قبضے کر لیتے ہیں جنہیں وہ اپنی تخریبی کارروائیوں اور سازشوں کی آماجگاہ بنا لیتے ہیں۔ دوسرے ممالک کے قدرتی وسائل پر ڈائریکٹ یا اِن ڈائریکٹ قبضہ کر لیتے ہیں اور اِن کے وسائل ان ہی ممالک کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی سے دوسرے ممالک اندرونی خبریں حاصل کرتے ہیں۔ آج کل 5G ٹیکنالوجی کا نام بھی زبان زدِ عام ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ 5G ٹیکنالوجی کو بھی عالمی قوتیں اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کریں گی۔

کرونا وائرس کی آڑ میں مسلمانوں کے دشمن یہود اور ہنود بھارت اور اسرائیل میں بڑی تیزی سے متحرک ہو رہے ہیں۔ بھارت نے ڈیموگرافک چینج کے لیے جموں و کشمیر ری آرگنائزیشن آڈر 2020ء جاری کر دیا ہے۔ راج ٹھاکرے اور سبرامنیم سوامی کی تنظیم کے غنڈے یہ تک کہہ چکے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے متأثرہ لوگوں کو دوا نہیں دینی چاہیے بلکہ گولی مار دینی چاہیے۔ بھارت میں کرونا کے متأثر مسلمان مریضوں کو الگ وارڈ میں داخل کر کے اُنھیں صحت کی تمام سہولتوں سے محروم کر دیا گیا۔ لہٰذا آپ کے سامنے یہ تصویر آ جانی چاہیے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم دشمنوں کے مذموم ارادوں کو کیسے ناکام بنا سکیں گے؟ ہم اپنے اندر اسلام دشمن قوتوں کے خلاف کیسے مزاحمت پیدا کر سکیں گے؟ اس کے لیے ہمیں اپنے لائحہ عمل کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے: (1) عارضی اور فوری اقدام اور (2) مستقل اور پائیدار حل۔

کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہمیں دشمن کو پہچاننا چاہیے۔ یاد رکھیں ہنود و یہود ہر مسلمان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں وہ Practicing اور Non Practicing شیعہ سنی یا بریلوی دیوبندی کا فرق نہیں کرتے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ بڑے مقصد کے لیے اپنے فروعی اختلافات کو دفن کر کے ایک ہو جائیں، مشترکات کو اپنے اتحاد کی بنیاد بنائیں اور اختلافات پر بات کرنے سے گریز کریں۔ اسی طرح عالم اسلام باہمی رنجش اور عداوتیں ختم کر کے محبت اور اخوت کی طرف بڑھیں۔ مسلم ممالک دشمن کی چالوں کو سمجھیں اور اُس کے بچھائے ہوئے جال کو پرزے پرزے کر دیں دشمنوں کے اشتعال دلانے پر اپنے برادر مسلم ملک سے تعلقات خراب نہ کریں اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے برادر مسلم ملک کو نقصان پہنچے۔ اُمتِ مسلمہ کا مستقل طور پر اِس ذلت آمیز حالت سے نکلنے کا حل تلاش کریں۔

قرآن فہمی عشقِ رسول ﷺ کا بنیادی تقاضا

(صورتحال، نبوی طریقہ اور عملی اقدامات کا ایک مجوزہ خاکہ)

1

خورشید احمد سعیدی، اِسلام آباد

ہمارے مسلم معاشرے میں عام طور پر سارے مسلمان نبی اکرم ﷺ سے اپنی محبت اور عشق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بہت سے افراد خود کو محبّ النبی، عاشق رسول وغیرہ کہتے اور لکھتے ہیں۔ وہ اسی اِظہار سے بالواسطہ یا بلاواسطہ دُنیا میں اپنی شہرت اور آخرت میں اجر و ثواب، نجات، جنت میں بلند مقام اور نبی کریم ﷺ کی معیت وصحبت بھی چاہتے ہیں۔ یہ حضرات کبھی جشن میلاد، کبھی محفل میلاد، کبھی محفل نعت، کبھی درود وسلام وغیرہ کو اظہارِ عشقِ رسول کا ذریعہ بناتے ہیں۔

لیکن یہ کیسی حبِ رسول ہے جو اپنے محبوب رسولِ کریم ﷺ پر نازل کیے گئے قرآن مجید پر اور آپ کے اِرشادات پر عمل پیرا ہونے کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کرتی؟ یہ کیسی اِتباعِ رسول ہے جو آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور آپ کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر مسلم معاشرے کو غیر اسلامی افکار سے محفوظ بنانے کی جہدِ مسلسل نہیں کرتی؟ یہ کیسا عشقِ رسول ہے جو منظّم سرگرمیوں، تربیت یافتہ افرادِ کار اور مربوط نظام کے تحت قرآن وحدیث کو مسلسل اور مستقل بنیادوں پر سمجھنے کے لیے پائیدار نظام وضع نہیں کرتا؟ محبانِ نبی اور عشاقانِ مصطفےٰ ﷺ کو اس پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرتِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں مسلمانوں کی قرآن مجید سے غفلت اور دوری پر اپنے دکھ کا اظہار یوں کیا تھا:

؎ جانتا ہوں میں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی ہدایت اور رہنمائی تو ہر ایک مسلمان کو تاحیات ہر روز، ہر کام میں، ہر معاملے اور ہر تعلق میں درکار ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن کی تلاوت سیکھنے، اس کی تعلیمات جاننے اور اس کے احکام کو اپنے اوپر نافذ کرنے کے لیے غور وفکر اور مناسب عملی اقدامات کرنا ضروری ہے۔ یہ اہتمام مسلمانوں کے ہر گھر میں اور گھر کے باہر معاشرے میں تربیت یافتہ افراد کی قیادت میں، روزانہ ایک معین وقت پر دفتر میں، اِدارے میں، منڈی میں، جائے کاروبار میں، عدالت میں، تھانے میں، مشاورتی ملاقاتوں میں، مدرسے میں، کالج میں، یونیورسٹی میں، پارلیمنٹ، وزیر اعظم ہاؤس اور ایوان صدر میں ہونا چاہیے۔

ایک طرف انسانی نفس کی شر انگیز کارروائیاں ہیں تو دوسری طرف غیر اسلامی میڈیا کے مضر افکار واثرات ہیں۔ ایسے حالات میں معاشرے میں قرآن مجید سیکھنے سِکھانے کا کوئی جامع، مرتب ومنظّم پروگرام اِس وقت نہ ہی کسی دینی تحریک کی سرگرمیوں میں، نہ ہی مردوں کے لیے، نہ عورتوں کے لیے، نہ اپنی اولاد کے لیے، نہ اپنے مریدوں کے لیے، نہ رشتہ داروں کے لیے کہیں نظر آتا ہے۔ البتہ غیر مرتب، غیر منظّم، بکھرا بکھرا، کبھی کبھار، اِدھر اُدھر کچھ افراد قرآن فہمی کے ساتھ منسلک ضرور ہیں۔ ان کی مثبت کوششوں کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا لیکن جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ناکافی ہے۔ وہ کافی ہوتا تو ملک کے اندر اور ملک کے باہر عالمی سطح پر مسلمان جن فکری مسائل، عملی مصائب، مادی مشکلات، مسلم دشمن پالیسیوں اور پیچیدہ صورت حال میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ان کا شکار نہ ہوتے۔ وہ اغیار کی سیاست میں غلامانہ انداز میں بندھے نہ ہوتے۔ وہ اپنے ہی ممالک میں غیروں کے ظلم وبربریت کا نشانہ نہ ہوتے۔ وہ غیر مسلموں کی معاشی تزویراتی منصوبہ بندیوں میں جکڑے نہ ہوتے۔ وہ میڈیکل سائنس میں پسماندہ نہ ہوتے۔ وہ مختلف نظام ہائے تعلیم میں منتشر الافکار قوم نہ ہوتے، آپس میں لڑ نہ رہے ہوتے اور نہ ہی قیادتِ عالم کے منصب سے محروم ہوتے۔ یہ سب عشقِ رسول ﷺ اور قرآن فہمی میں عدمِ موافقت کے نتائج ہیں۔

حضرتِ علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنی نظم 'طلوعِ اسلام' میں مسلمانوں کو جو نصیحت

تقریباً ایک سو سال پہلے کی تھی وہ آج کے عالمی حالات میں پہلے سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا:

یہ نکتہ سرگزشتِ مِلتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی اِمامت کا

اقوامِ ایشیا کی پاسبانی ہو یا دنیا کی اِمامت، عالمی معاشرتی عدالت کا مسئلہ ہو یا ملّی شجاعت کا یہ سب محبتِ رسول، قرآن فہمی اور عمل بالقرآن کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔ انہوں نے 'جوابِ شکوہ' میں مسلمانوں کی جو حالت بیان کی تھی وہ آج پہلے سے زیادہ ابتر نظر آتی ہے:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
تم خوار ہوئے تارِک قرآں ہو کر

علامہ اقبال نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ مسلمانوں کے غافلانہ رویے اور بے پرواہ برتاؤ پر ناقدانہ اُسلوب میں یہ بھی کہا:

؎ زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے!

یعنی قرآن مجید کی کم فہمی، ناقدری اور بے عملی پر خسارے کے نتائج نکلیں گے۔ قرآن فہمی کا حسبِ ضرورت اہتمام نہ کر کے مسلمانوں نے آیاتِ قرآنی پر بالعموم خطِ تنسیخ پھیر دیا ہے۔ اس کے ساتھ اہلِ صلیب والا رویہ اختیار کیا ہے۔ عمارتوں پر اگرچہ قرآنی آیات لکھوادی جاتی ہیں لیکن قرآن فہمی اور عمل بالقرآن کا جامع نظام، مستقل اہتمام اور واضح نفاذ بہت کم پایا جاتا ہے۔

ہمارے محبوب رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کے تئیس سال کسی وقفے کے بغیر تعلیم قرآن، ترویج قرآن اور تبلیغ قرآن میں لگائے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ
وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (المائدۃ:67)

ترجمہ: اے رسول معظم! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ (سارا لوگوں کو) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ نے اس (رب) کا پیغام پہنچایا ہی نہیں، اور اللہ (مخالف) لوگوں سے آپ (کی جان) کی (خود) حفاظت فرمائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (سورۃ العنکبوت:51)

ترجمہ: کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر (وہ) کتاب نازل فرمائی ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے (یا ہمیشہ پڑھی جاتی رہے گی)، بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اپنے رسول معظم ﷺ کو تو اللہ تعالی نے یہ اِرشاد فرمایا جبکہ اہل ایمان، اہل عشق و محبت اور جانثارانِ مصطفیٰ کو حکم دیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد:33)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو۔

اِطاعتِ رسول ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان بھی جاری کروایا:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (سورۃ النور:54)

فرما دیجئے: تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، پھر اگر تم نے (اطاعت) سے روگردانی کی تو (جان لو) رسول (ﷺ) کے ذمہ وہی کچھ ہے جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا ہے، اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے، اور رسول (ﷺ) پر (احکام کو) صریحاً پہنچا دینے کے سوا (کچھ لازم) نہیں ہے۔

اہل ایمان اور اہل عشق ومحبت کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (الانبیاء:10)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمہاری نصیحت (کا سامان) ہے، کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ نشر واشاعتِ تعلیم قرآن کی اپنی طویل جہدِ مسلسل کے آخر میں ہادی عالم ﷺ نے کیا اِرشاد فرمایا تھا؟ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث کی اپنی مشہور کتاب مؤطا میں یہ اِرشادِ نبوی محفوظ کیا ہے:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ

(مفہوم:) میں نے تمہارے پاس ہدایت کے دوسرچشمے چھوڑے ہیں۔ جب تک تم انہیں اچھے طریقے سے پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرا اس کے نبی کی سنت ہے۔

حالت یہ ہے کہ کتابِ ہدایت قرآن مجید سے دوری نے مسلم عوام کو بالعموم اور حکمرانوں کو بالخصوص بزدل افراد کا ایک کم فہم مجموعہ بنا دیا ہے۔ دیکھیے! جس آدمی کا دل مطمئن نہ ہو وہ تذبذب کا شکار ہوتا ہے اور اعتماد سے کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ یہی بے اعتمادی اسے بزدل بنا دیتی ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ الرعد: میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے پیغام کو سامنے رکھیں تو یہ بات بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو شخص قرآنی تعلیم سے جاہل ہوگا وہ بامعنی ذکر اللہ نہیں کر سکے گا۔ جو ذکر اللہ میں مشغول نہیں ہوگا اس کے دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوگا۔ جو ذکر اللہ سے اپنے دل کو قلب مطمئن نہیں بنا سکے گا وہ ایک دلیر اور بہادر مسلمان کبھی نہیں بن پائے گا۔ جو اطمینان قلب اور بہادری سے خالی ہوگا وہ زندگی کے کاموں میں دولتِ اعتماد سے بھی تہی دامن ہوگا۔ اس کا کوئی بھی کام بطریق احسن

پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچے گا۔ یہی حال ہوگا چاہے وہ ایک فرد ہو یا کروڑوں افراد پر مشتمل ایک ملک یا اربوں افراد کی ایک قوم، ایک امت۔

نڈر مسلمان، سچا عاشق مصطفیٰ، مخلص محبِّ رسول اور ثابت قدم اہل ذکر بننے کے لیے جو راستہ اور جو طریقہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحقاف: 13 میں بتایا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت اختیار کی تو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت سے واضح طور پر یہ پیغام ملتا ہے کہ قرآن فہمی میں مسلسل اضافے سے ایک مسلمان دلیر اور بہادر بنتا ہے جبکہ قرآنی اِرشادات سے جہالت اسے بزدل بنا دیتی ہے۔ بزدلی سے بچنا اور طاقت ور دلیر مسلمان بننا عشق رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ حدیث کی مستند کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عشاقانِ مصطفیٰ کے لیے ایک فرمان نبوی مروی ہے:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَأَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیفِ، وَفِی کُلٍّ خَیْرٌ احْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ،......

مفہوم: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طاقت ور مومن ضعیف مومن کے مقابلے میں بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ ہر ایک میں بھلائی ہے۔ ہر اس کام کو کرنے میں حریص بنو جس میں تمہارا حقیقی نفع ہو، اللہ سے مدد مانگا کرو اور عاجز نہ ہو جایا کرو۔

مسلمان اگر قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ سے جاہل رہیں گے اور ان پر عمل نہ کریں گے تو غیر مسلموں کی سازشوں اور دھوکہ دہی سے کبھی بچ نہیں سکیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی مسلسل سازشوں اور معاندانہ موقف کے بارے میں قرآن مجید نے یوں انکشاف کر کے ہدایت پیش فرمائی ہے:

وَلَنْ تَرْضَی عَنْكَ الْیَهُودُ وَلَا النَّصَارَی حَتَّی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدَی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَائَهُمْ بَعْدَ الَّذِی جَائَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا

لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ (سورۃ البقرۃ:120)

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو، تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے، (اور اے سننے والے) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آ چکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار۔

کیا ہندوستان، اندلس اور خلافت عثمانیہ کے بعد کی تاریخ عالم اس پر شاہد عادل نہیں ہے کہ قرآن وسنت سے دوری مسلم کو غیر مسلم کا غلام بنا کر رکھ دیتی ہے؟ کیا قرآن مجید سے جہالت کی وجہ سے مسلم معاشرہ داخلی انتشار کا شکار نہیں ہو جاتا؟ کیا قرآن مجید میں بیان کردہ اِنسانی معاشرتی حقوق وفرائض کی ادائیگی سے غفلت قوت واتحاد کو پارہ پارہ نہیں کر ڈالتی؟ کیا یہ تاریخ کی سچی گواہی نہیں ہے کہ قرآن مجید سے جڑ جانے سے اونٹوں کے چرواہے بہت طاقتور حکمران بن گئے؟ وہ بادشاہوں کے شہنشاہ بن گئے۔ وہ اس دنیا سے چلے بھی گئے تو ان کی عزت واحترام لوگوں کے دلوں میں اب بھی پایا جاتا ہے۔ اِسی لیے مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال نے مسلمانوں کو یہ نصیحت کی تھی:

؎ قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدتِ کردار

مسلمانو! تمہاری جدتِ کردار، عزت ووقار، عظمت ورفعت قرآن فہمی اور عمل بالقرآن میں ہے۔ اس لیے اللہ کی کتاب میں تفکر وتدبر کرو۔ اپنی قرآن فہمی اور عشق رسول کو بڑھاؤ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کی سخت مصروف زندگی میں قرآن فہمی کا آسان طریقہ کیا ہے؟ اس کا بالکل آسان جواب عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے حدیثِ مصطفیٰ میں موجود ہے۔

قرآن فہمی میں اضافے کا نبوی طریقہ

قرآن فہمی اور اس میں مسلسل اضافے کا ایک بہت آسان طریقہ جناب نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں ملتا ہے جو آپ نے ایک دن اپنے اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کو اِرشاد فرمائی۔ حدیث کی معروف کتاب صحیح مسلم کے باب فضل قراء ۃ القرآن فی الصلوۃ و تعلمہ میں لکھا

ہے۔ آپ نے انہیں اِرشاد فرمایا:

أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ، أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ، فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟ ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ نُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ، أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ

مفہوم: تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح مقام بطحان کی طرف یا وادی عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور بغیر کسی قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے آئے؟ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم میں سے کوئی شخص صبح کو مسجد میں کیوں نہیں جاتا تاکہ قرآن مجید کی دو آیتیں خود سیکھے یا کسی کو سکھائے؟ یہ (دو آیتوں کی تعلیم) دو اونٹنیوں (کے حصول) سے بہتر ہے اور تین، تین سے بہتر ہے اور چار، چار سے بہتر ہے۔ اس طرح آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

ہمارے محبوب رسول ﷺ کے صحابہ کرام نے اس ترغیب پر کیسے عمل کیا؟ اس کا یک جواب مسند ابویعلی موصلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ملتا ہے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قرآن فہمی کے طریقہ کے بارے میں بتایا:

إِنَّمَا كَانُوا إِذَا صَلَّوُا الْغَدَاةَ قَعَدُوا حِلَقًا حِلَقًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَعَلَّمُونَ الْفَرَائِضَ وَالسُّنَنَ

مفہوم: جب وہ نماز فجر سے فارغ ہو جایا کرتے تو گول دائرے بنا کر بیٹھ جاتے، قرآن مجید پڑھتے، پھر ان پڑھی گئی آیات میں بیان کردہ فرض اور سنت کام سیکھتے۔

اِن احادیث سے ہمیں گروپ اسٹڈی کی اہمیت اور فوائد سمجھ لینے چاہئیں۔ مزید برآں یہ کہ مسجد میں صبح کے وقت دو یا زیادہ آیات کے تعلّم اور تعلیم کی افضلیت میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے لیکن جو مسلمان مسجد نہیں جا سکا وہ گھر ہی میں اکیلے یا اہل خانہ کے ساتھ دو تین آیاتِ قرآنی سیکھنے

سِکھانے کا اہتمام کرے تو اسے نہ صرف اطمینانِ قلب، عظمتِ کردار اور دلیری نصیب ہوگی بلکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور اپنے محبوب ﷺ کی معیت میں عظیم مرتبہ بھی پائے گا۔ان شاءاللہ

آگے بڑھنے سے پہلے یہاں مزید ایک آیت اور اس کے پیغام ربانی کی طرف توجہ مبذول کرانا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے قرآن کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کے متعلق قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ رب عظیم کی بارگاہ میں یوں عرض کریں گے:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (الفرقان:30)

ترجمہ: اور رسولِ (اکرم ﷺ) عرض کریں گے: اے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا۔

اس بات کو ذہن میں رکھ کر آگے میری معروضات کا مطالعہ فرمائیں۔ (جاری ہے)

خوار از مہجوریٔ قرآں شُدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
اے چوں شبنم بر زمیں افتندۂ
در بغل داری کتابِ زندہ
تا کجا درخاک می گیری وطن؟
رخت بردار و سر گردوں فگن

ترجمہ: ''(اے مسلمان!) تو قرآن مجید کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوا ہے اور زمانے کی گردش کے شکوے کرتا ہے۔ اے شبنم کی طرح زمین پر گرنے والے! تیرے پاس ایک زندہ کتاب (قرآن مجید) ہے (تو اس سے سبق حاصل کر) تو کب تک وطن اور زمین سے چمٹا رہے گا؟ سامان اُٹھا اور اسے آسمان پر اچھال دے''۔

علامہ اقبال

صفحات: 128 قیمت: Rs.200

ناشر: ادارہ مبشرات،

پوسٹ بکس نمبر 126، I-10، اسلام آباد

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

تصویر کی حرمت پر اجماعِ اُمّت اور بعض شبہات کا ردّ

(چوتھی قسط)

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

(یہاں ہم ذی روح کی تصویر کے بارے میں مذاہب اربعہ کی آراء بحوالہ احسن الفتاویٰ نقل کر رہے ہیں)

جاندار کی تصویر سازی باجماعِ اُمت حرام ہے، اس مسئلے میں اکابر اُمت کی عبارات اس کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا استقصاء ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے، ہم بطور نمونہ ہر فقہی مکتب فکر کی ایک ایک عبارت نقل کیے دیتے ہیں:

1۔ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِی التَّوْضِیح قَالَ أَصْحَابُنَا وَغَیرُھُمْ تَصْوِیر صُورَۃ الْحَیَوَان حرَام أَشدّ التَّحْرِیم وَھُوَ مِنَ الْکَبَائِر وَسَوَاء صنعه لِمَا یُمْتَھنُ أَو لِغَیْرِہٖ فَحَرَام بِکُل حَال لِأَن فِیهِ مضاھاۃ لخلق اللّٰه وَسَوَاء کَانَ فِی ثَوب أَو بِسَاط أَو دِینَار أَو دِرْھَم أَو فلس أَو اِنَـاء أَو حَائِط وَأمّا مَا لَیْسَ فِیهِ صُورَۃ حَیَوَان کَالشَّجرِ وَنَحوه فَلَیْسَ بِحرَام وَسَوَاء فِی ھٰذَا کُلِّه مَا لَهٗ ظلّ وَمَا لَا ظلّ لَهٗ وَبِمَعْنَاہُ قَالَ جمَاعَۃ الْعُلَمَاء مَالك وَالثَّوْرِی وَأَبُوحنیفَة وَغَیرھم رحمھم اللّٰه تعالٰی (عمدۃ القاری: ج22، ص70)

’’توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء (حنفیہ) اور دوسرے حضرات نے بھی فرمایا کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام اور کبائر میں سے ہے، خواہ پامال اور ذلیل کرنے کے لیے بنائی جائے یا کسی اور مقصد سے، بہرکیف حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ

ہے۔خواہ تصویر کپڑے پر ہو یا بچھونے، دینار، درہم، پیسے، برتن یا دیوار پر۔ ہاں! جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو جیسے درخت وغیرہ تو یہ حرام نہیں۔ اور اس حکم حرمت میں سایہ دار (جسم دار مورت) اور بے سایہ (بے جسم صرف نقش) تصویر برابر ہیں۔ اور یہی کچھ فرمایا جماعت علماء؛ امام مالک، ثوری اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم نے"۔

احناف کی دیگر کتب میں بھی یہی مسلک مفصل مذکور ہے: بدائع الصنائع ج۱،ص ۱۱۶، ہندیہ ج ۵،ص ۳۵۹، ردالمختار ج۱،ص ۶۴۷، المتانہ ص ۲۲۴، وغیرہا۔

2۔ شیخ الاسلام محی الدین نووی (شافعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَصْوِيرُ صُورَةِ الْحَيَوَانِ حَرَامٌ شَدِيدُ التَّحْرِيمِ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ لِأَنَّهُ مُتَوَعَّدٌ عَلَيْهِ بِهٰذَا الْوَعِيدِ الشَّدِيدِ الْمَذْكُورِ فِي الْأَحَادِيثِ وَسَوَاءٌ صَنَعَهُ بِمَا يُمْتَهَنُ أَوْ بِغَيْرِهِ فَصَنْعَتُهُ حَرَامٌ بِكُلِّ حَالٍ لِأَنَّ فِيهِ مُضَاهَاةً لِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَوَاءٌ مَا كَانَ فى ثَوب أو بساط أو دِرْهَم أَوْ دِينَارٍ أَوْ فَلْسٍ أَوْ إِنَاءٍ أَوْ حَائِطٍ أَوْ غَيْرِهَا۔ وَأَمَّا تَصْوِيرُ صُورَةِ الشَّجَرِ وَرِحَالِ الْإِبِلِ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِمَّا لَيْسَ فِيهِ صُورَةُ حَيَوَانٍ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ (وبعد سطرين) ولافرق فى هذا كله بين ما له ظلّ وما لاظلّ لَهٗ۔ هٰذَا تَلْخِيصُ مَذْهَبِنَا فِي الْمَسْأَلَةِ وَبِمَعْنَاهُ قَالَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ مَذْهَبُ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمْ رحمهم الله۔ وَقَالَ بَعْضُ السَّلَفِ إِنَّمَا يَنْهَى عَمَّا كَانَ له ظلّ ولابأس بِالصُّوَرِ الَّتِي لَيْسَ لَهَا ظِلٌّ وَهَذَا مَذْهَبٌ بَاطِلٌ فَإِنَّ السِّتْرَ الَّذِي أَنْكَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّورَةَ فِيهِ لَا يَشُكُّ أَحَدٌ أَنَّهُ مَذْمُومٌ وَلَيْسَ لِصُورَتِهِ ظِلٌّ مَعَ بَاقِي الْأَحَادِيثِ الْمُطْلَقَةِ فِي كُلِّ صُورَةٍ (شرح نووی علی صحیح مسلم،ص 199، ج2)

"ہمارے علماء (شافعیہ) اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جان دار کی تصویر بنانا سخت حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اس لیے کہ اس پر سخت وعید آئی ہے جو احادیث میں مذکور ہے۔ خواہ تصویر پامال و ذلیل کرنے کے لیے بنائی گئی ہو یا کسی دوسرے مقصد کے لیے، اس کا بنانا بہر حال حرام ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ کپڑے پر بنائی جائے یا

بچھونے، درہم، دینار، پیسے، برتن، دیوار یا کسی اور چیز پر، البتہ درخت اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔ ان تمام احکام میں سایہ دار (مورت) اور بے سایہ (صرف نقش) تصویر کے مابین کوئی فرق نہیں ہے (دونوں قسمیں یکساں طور پر حرام ہیں)۔ یہ اس مسئلے میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے۔ اور یہی قول ہے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور مابعد کے علماء رحمۃ اللہ علیہم کا اور یہی مذہب ہے امام سفیان ثوری، مالک اور ابو حنیفہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کا۔ اسلاف میں سے بعض کا قول ہے کہ سایہ دار (ذی جسم) تصویر سے منع کیا جائے گا اور ان تصویروں میں کوئی حرج نہیں جو بے سایہ ہیں۔ لیکن یہ مذہب باطل ہے، اس لیے کہ جس پردے کی تصویر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی، بے شک وشبہ وہ تصویر مذموم تھی، حالانکہ اس تصویر کا کوئی سایہ نہ تھا۔ دوسری احادیث اس پر مستزاد ہیں جو ہر تصویر کے متعلق 'مطلق' ہیں''۔

حضرات شوافع کی دوسری کتابوں میں بھی تصویر کی حرمت مصرح ہے۔ ملاحظہ ہو: نهاية المحتاج الى شرح المنهاج، ج۶،ص۳۶۹۔ تكملة المجموع شرح المهذب، ج۶،ص۴۳۰، حواشي تحفة المحتاج، ج۷،ص۴۷۲ وغیرہ رہا۔

3۔ علامہ مرداوی (حنبلی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يحرم تصوير ما فيه روح ولا يحرم تصوير الشجر و نحوه و التمثال مما لا يشابه ما فيه روح على الصحيح من المذهب۔ (الانصاف، ج۱،ص۴۷۴)

''جاندار چیز کی تصویر بنانا حرام ہے۔ درخت اور دوسری ایسی اشیاء کی تصویر بنانا جو جاندار کے مشابہ نہ ہو، صحیح مذہب کے مطابق حرام نہیں''۔

یہی تفصیل ان کتب میں بھی ہے: المغنی لابن قدامہ، ج۷،ص۲۸۲، الاقناع، ج۳،ص۳۲، کشاف القناع، ج۵،ص۱۷۱۔

4۔ فقہ مالکی کی عام کتابوں میں تصویر کے متعلق یہ تفصیل مذکور ہے کہ: سایہ دار تصویر نا جائز اور بے سایہ جائز ہے، چنانچہ ''دردیر علیٰ مختصر الخلیل'' میں ہے:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ تَصَاوِيرَ الْحَيَوَانَاتِ تَحْرُمُ اِجْمَاعًا اِنْ كَانَتْ كَامِلَةً لَهَا ظِلٌّ مِمَّا يَطُولُ اسْتِمْرَارُهُ، بِخِلَافِ نَاقِصِ عُضْوٍ لَا يَعِيشُ بِهِ لَوْ كَانَ حَيَوَانًا،

وَبِخِلَافِ مَا لَا ظِلَّ لَهُ كَنَقْشٍ فِي وَرَقٍ أَوْ جِدَارٍ۔ وَفِيمَا لَا يَطُولُ اسْتِمْرَارُهُ خِلَافٌ، وَالصَّحِيحُ حُرْمَتُهٗ (الشرح الصغیر علی الدردیر، ج۲،ص۵۰۱)

''خلاصہ یہ کہ جانداروں کی تصاویر بالاجماع حرام ہیں بشرطیکہ مکمل ہوں، سایہ دار ہوں اور دیرپا ہوں، بخلاف ایسی تصویر کے جن میں ایسے عضو کی کمی ہو جس کے بغیر جاندار زندہ نہیں رہ سکتا، اور بخلاف بے سایہ تصویر کے، جیسے کاغذ یا دیوار پر بنے ہوئے نقش (کہ یہ دونوں تصویریں جائز ہیں) اور جو تصویر دیرپا نہ ہو اس میں اختلاف ہے، صحیح قول کے مطابق یہ بھی حرام ہے''۔

شرح منح الجلیل ج۲،ص۱۶۶، اور الخراشی، ج۳،ص۳۰۲ وغیرہما میں بھی یہی مذکور ہے۔

صاحب مذہب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دونوں قول منقول ہیں، ایک تو سایہ دار اور بے سایہ تصویر میں تفصیل کا، کہ اوّل ناجائز اور ثانی جائز ہے، اور دوسرا قول علی الاطلاق حرمت کا، ملاحظہ ہو: التمهيد لابن عبدالبر،ص۳۰۱۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بے سایہ تصویر کے جواز کا قول مذہب جمہور کے خلاف اور دلائل کے لحاظ سے ضعیف ہے، صحیح بخاری کی مذکورہ احادیث پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی اس کا ضعف ظاہر ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مذہب باطل قرار دیا اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کی نسبت نہیں کی، کما مرّ انفًا۔

مذہب مالکیہ کے بعض اکابر آئمہ رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اس موقف سے اختلاف کرتے ہوئے جمہور کا مذہب اختیار فرمایا ہے چنانچہ قاضی ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب جمہور کو اَصح، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اَعدل المذہب قرار دیا ہے۔ امام عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے راجح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: عارضۃ الأحوذی، ج 7،ص 253، زرقانی علی المؤطا، ج 4،ص 367۔

معروف غیر مقلد عالم محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علامہ محمد بن علی الشوکانی نے بھی نیل الاوطار، ج ۲ میں صفحہ۱۱۳ سے ۱۱۷ تک حرمت تصاویر کی احادیث مفصل طور پر نقل کی ہیں اور صفحہ۱۱۴ پر علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا پوری عبارت نقل کی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی دو حدیثیں نقل کر کے ان کی شرح میں لکھتے ہیں:

اَلْحَدِيْثَانِ يَدُلَّانِ عَلٰى أَنَّ التَّصْوِيرَ مِنْ أَشَدِّ الْمُحَرَّمَاتِ لِلتَّوَعُّدِ عَلَيْهِ

بِالتَّعْذِيبِ فِي النَّارِ وَبِأَنَّ كُلَّ مُصَوِّرٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لِوُرُودِ لَعْنِ الْمُصَوِّرِينَ فِي أَحَادِيثَ أُخَرَ، وَذَالِكَ لَا يَكُونُ الَّا عَلٰى مُحَرَّمٍ مُتَبَالِغٍ فِي الْقُبْحِ وَانَّمَا كَانَ التَّصْوِيرُ مِنْ أَشَدِّ الْمُحَرَّمَاتِ الْمُوجِبَةِ لِمَا ذَكَرَ لِأَنَّ فِيهِ مُضَاهَاةً لِفِعْلِ الْخَالِقِ جَلَّ جَلَالُهُ وَلِهَذَا سَمَّى الشَّارِعُ فِعْلَهُمْ خَلْقًا وَسَمَّاهُمْ خَالِقِينَ وَظَاهِرُ قَوْلِهِ "كُلُّ مُصَوِّرٍ"، وَقَوْلُهُ: "بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا" أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَطْبُوعِ فِي الثِّيَابِ وَبَيْنَ مَا لَهُ جُرْمٌ مُسْتَقِلٌّ۔ وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ مَا فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ مِنَ التَّعْمِيمِ ......الخ (نیل الأوطار، ج۲،ص۱۱۶)

''دونوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ تصویر سخت ترین محرمات میں سے ہے۔ اس لیے کہ اس پر عذابِ جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔اور یہ کہ ہر تصویر ساز اہلِ جہنم سے ہے۔ نیز اس سبب سے کہ دوسری احادیث میں تصویر سازوں پر لعنت آئی ہے اور یہ شدید وعیدیں ایسے شدید گناہوں ہی پر ہوسکتی ہیں جو قباحت وشناعت میں انتہا درجہ کا گناہ ہو۔تصویر کا گناہ سخت ترین حرام اور مذکورہ بالا وعیدوں کا مصداق اس لیے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعلِ تخلیق کا مقابلہ ہے۔اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عمل تصویر سازی کو خلق اور انھیں خالقین کے نام سے موسوم فرمایا ہے اور احادیث کے الفاظ "کل مصور" اور "بکل صورة صورها" کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کپڑے پر نقش شدہ تصویر اور مستقل جسم والی تصویر میں کوئی فرق نہیں اور اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث سے بھی ہوتی ہے جو دونوں قسم کی تصویروں کے لیے عام ہے''۔ (''احسن الفتاویٰ''، ج۸،ص۴۲۲-۴۲۷)

بعض معاصر اہل علم کے فتاویٰ:

1۔ ''جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرمارہے ہیں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید ان ہی موضوعات کے بارے میں پوچھے گئے ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: ''جو آلات لہو ولعب کے لیے موضوع ہیں، انھیں دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا دین کی بے حرمتی ہے''۔

’’شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے، خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو‘‘۔

’’ہماری شریعت میں جان دار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے۔ جس چیز کو آنحضرت ﷺ حرام اور ملعون فرما رہے ہیں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی اُمّ الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی، ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو ’اُمّ الخبائث‘ کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں‘‘۔

’’جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں، اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں، ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے، اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاتھ سے بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کر لیا گیا ہے، لیکن جب شارع ﷺ نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کر لیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی، اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کر دی ہیں‘‘۔

’’یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغِ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کر دی؟ کتنے گناہ گاروں نے گناہوں سے توبہ کر لی؟ لہٰذا یہ محض دھوکہ ہے، فواحش کا یہ آلہ جو سرتاسر نجس العین ہے اور ملعون ہے اور اس کے بنانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں

اور اناب شناب جو اُن کے منہ میں آتا ہے، کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں، اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جا رہا ہے؟؟!! رہا یہ سوال کہ فلاں یہ کہتے ہیں اور یہ کرتے ہیں یہ ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں''۔

''یہ اصول ذہن میں رکھیے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے، خواہ (خدانخواستہ) ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے۔ دوسرا اصول یہ بھی ملحوظ رکھیے کہ جب کوئی برائی عام ہو جائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی مگر آدمی مکلّف اپنے فعل کا ہے، پہلے اُصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا اس کے جواز کی دلیل نہیں، نہ امامِ (مسجدِ) حرام کا (ٹی وی کیمروں کے سامنے) تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے، اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو بیماری 'بیماری' ہی رہے گی، اس کو 'صحت' کا نام نہیں دیا جا سکتا''۔ (''آپ کے مسائل اور ان کا حل''مولانا یوسف لدھیانوی شہید، جلد ۷، بحوالہ ماہنامہ بینات، شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ)

2۔ ''دین وجہاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے!''

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ مع استفتاء اس بارے میں ذیل میں دیا جا رہا ہے:

سوال: ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب ومحفل کی پوری کارروائی محفوظ کر لی جاتی ہے اور بعد میں وی سی آر (اور اب کمپیوٹر سکرین) پر اس محفل کے تمام مناظر دیکھے جا سکتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تصویر میں داخل ہے؟ بعض علمائے کرام اس کو تصویر نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو قرار وبقا حاصل نہیں، بلکہ یہ برقی ذرّات ہوتے ہیں جو بنتے اور فوراً مٹتے رہتے ہیں، اور بعض علماء اس کو عکس کہتے ہیں، تحقیق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب: اس بارے میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:

1۔ ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب کی منظر کشی کا عمل تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے، جیسے قدیم زمانہ میں تصویر ہاتھ سے بنائی جاتی تھی، پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقہ میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کی بجائے مشین سے بننے لگی، جو زیادہ سہل اور دیرپا ہوتی ہے۔

اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی اور جدت پیدا کی اور جامد و ساکن تصویر کی طرح اب چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی صورت کو بھی محفوظ کیا جانے لگا۔

یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کو قرار و بقا نہیں۔ اگر اس کو بقا نہیں تو وہ ٹی وی اسکرین پر چمکتی دمکتی اچھلتی کودتی نظر آنے والی چیز کیا ہوتی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ وہی تصویر ہے جو کسی وقت لے کر محفوظ کر لی گئی تھی، صرف اتنی بات ہے کہ کیسٹ کی پٹی میں ایسی فنی جدت سے کام لیا گیا کہ دیکھنے میں پٹی خالی نظر آتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ تصویر مٹ کر معدوم نہیں ہوئی ورنہ وی سی آر (اور اب کمپیوٹر سکرین) پر دوبارہ کیسے ظاہر ہو سکتی ہے؟

2۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ مٹ جاتی ہے اور پھر بنتی ہے، یہی عمل ہر لحظہ جاری رہتا ہے تو اس میں تو اور زیادہ قباحت ہے کہ بار بار تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے۔

3۔ اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے، اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔

4۔ اگر عدم بقاء یا اس کا عکس ہونا تسلیم کر لیا جائے تو عوام اس دقیق فرق کو نہیں سمجھتے۔ اس کی گنجائش دینے سے ان میں تصویر سازی کی لعنت کے جواز کی اشاعت اور خوب تبلیغ ہوگی، اور واقعی و متفق علیہ تصویر کو بھی جائز سمجھنے کا مفسدہ پیدا ہوگا۔

5۔ تصویر ہونے نہ ہونے کا مدار عرف پر ہونا چاہیے، نہ کہ سائنسی و فنی تدقیقات پر۔ اور عرفِ عام میں اسے تصویر ہی سمجھا جاتا ہے، جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع و غروب کا علم کسی دقیق علم و فن پر موقوف نہیں رکھا، ظاہری و سہل علامات پر رکھا ہے۔

6۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عوام بار بار فرق کا اعلان کرنے سے سمجھ گئے ہیں یا سمجھ جائیں گے، تو بھی اس میں عام تصویر سے کئی گنا بڑھ کر مفاسد پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز کے جواز یا عدمِ جواز کا فیصلہ اس کے عام استعمال و ابتلاء کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے نہ کہ ''قلیل کالعدم'' استعمال کے پیشِ نظر۔

ماضی قریب کے بعض ملحد و گمراہ مفکرین نے سینما دیکھنے کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ یہ سینما ہال میں اسکرین پر ظاہر ہونے والی صورت تصویر نہیں، عکس ہے۔ اس سے نوجوان نسل کو

عریاں وفحش فلمیں دیکھنے کی جو ترغیب و تشجیع ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایک ناجائز و حرام فعل کو جائز سمجھ کر بے محابا کرنے لگے۔ اب یہی حال بعض علماء کی اس نئی تحقیق کا ہے کہ ویڈیو تصویر کو چونکہ قرار و بقاء نہیں، اس لیے یہ تصویر نہیں۔ اس سے وہ افراد جو ٹی وی وغیرہ کو ناجائز سمجھ کر اس سے گریزاں و ترساں تھے، ان کو اس گنجائش سے کھلی چھوٹ مل گئی اور وہ جائز و منکرات سے پاک مناظر کو دیکھنے کے بہانے رفتہ رفتہ ہر غلط پروگرام، رقص و سرود اور عریانی و فحاشی کے مناظر دیکھنے میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اس کا محض اِمکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دین دار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیّت اور جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہو گئے۔ اس طرح نوجوان نسل دنیا و آخرت کی تباہی کا شکار ہو رہی ہے اور بعض مخلص دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں سے منسلک نوجوان اپنے اندر دین و جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے بے راہ روی اور غلط روش کا شکار ہو رہے ہیں، جس سے دین و جہاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے''۔ (احسن الفتاویٰ، ج۹،ص ۸۸۔۹۰)

3 ۔ ''ٹی وی پر اسلامی نشریات سننا بھی حرام ہے!''

ان ہی بودی دلیلوں کے بارے میں پوچھے گئے ایک استفتاء کہ ''ٹیلی ویژن پر کسی عالم کی تقریر سننا یا کرکٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟'' کے جواب کے ذیل میں حضرت مفتی رشید صاحب بیان فرماتے ہیں:

''ٹی وی دیکھنا بہر حال وجوہِ ذیل کی بنا پر حرام ہے:

''ٹی وی جیسے آلہ لہو ولعب (اور) بے دینی وفواحش و منکرات کے مرکز پر دینی پروگرام دکھائے جاتے ہیں اور انھیں اشاعت اسلام کا نام دیا جاتا ہے، یہ دین کی سخت بے حرمتی ہے اور مسلمان کے لیے ناقابل برداشت توہین ہے''۔

''کوئی کتنا ہی اہتمام کرے کہ صرف جائز اشیاء ہی دیکھے گا تو بھی احتراز ناممکن ہے''۔

''اگر بطور فرض محال تسلیم کر لیا جائے کہ کسی حرام کام کے ارتکاب کے بغیر صرف جائز اشیاء کا دیکھنا ممکن ہے تو بھی اس میں یہ فساد ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کا شوق اور نشہ اتنا

بڑھے گا کہ حرام اشیاء دیکھنے تک پہنچا کر چھوڑے گا اور ہر وہ کام جو حرام تک پہنچنے کا ذریعہ ہو، حرام ہے اگرچہ وہ فی ذاتہ مباح ہو''۔

''کوئی دین دار شخص محرمات سے بچ کر ٹی وی دیکھنے کی کوشش کرے تو عوام اس سے ٹی وی کی مطلقاً اباحت پر استدلال کریں گے''۔

ٹی وی کی تباہ کاریوں کی تفصیل رسالہ ''ٹی وی کا زہر ٹی بی سے مہلک تر'' میں ہے۔

(احسن الفتاویٰ، ج ۸، ص ۱۹۹۔۲۰۱، عنوان: ٹی وی پر اسلامی نشریات سننا بھی حرام ہے)

ایک اور سوال کہ ''...........مناسک حج جو شعائر اسلام ہیں، ان کو فلم بند کرنا اور سینما میں دیکھنا دکھانا کیسا ہے؟ ....اگر کوئی شخص باعتقاد حصولِ ثواب یہ فلم دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟''۔اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''فلم کا آلۂ لہو ولعب ہونا ظاہر ہے اور آلاتِ لہو کو مقاصد دینیہ میں استعمال کرنا دین کی سخت اہانت اور استخفاف ہے۔(قال اللّٰہ تعالیٰ: اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا......الایۃ)

(احسن الفتاویٰ، جلد 8، صفحہ نمبر ۱۷۳، بعنوان: حج کی فلم دیکھنا حرام ہے)　　(جاری ہے)

صرف ایک لمحہ کے لئے ....

سوچئے!

کیا؟ آج

- آپ نے قرآن کا کچھ حصہ پڑھا؟
- کسی حلقہ درس میں شمولیت کی؟
- قرآن اور ترجمہ قرآن سنا؟
- قرآن سے متعلق کسی کتاب یا مضمون کا مطالعہ کیا؟
- قرآن کی کوئی بات گھر والوں، خصوصاً بچوں کو سنائی؟

منجانب: بندہ خدا

’کووڈ 19‘ جاہلیّتِ خالصہ کا تازہ ترین کارنامہ

پروفیسر جاوید اکبر انصاری

(ماہر معاشیات اور فلسفہ، کراچی)

جاہلیّتِ خالصہ کا مُہلک ترین مظہر ’سائنس‘ ہے، دورِ حاضر میں انسانیت کو تباہ کرنے کے تین ہتھیار سائنس نے فراہم کیے ہیں:

- جیو انجینئرنگ (geo engineering)
- آئی ٹی ٹیکنالوجی (information technologies)
- ادویائی اختراعات (pharmaceutical adaptions)

کووڈ 19 جدید ادویاتی صنعت کی ریشہ دوانیوں کا مظہر ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے پوری سرمایہ دارانہ دنیا میں متعدّی بیماریاں پھیل رہی ہیں ان متعدی بیماریوں کے پھیلنے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ادویاتی صنعت کی اختراعات کے نتیجہ میں ایسے جراثیم پیدا ہورہے ہیں جن پر اینٹی بائیوٹکس کا کوئی اثر نہیں ہوتا پوری دنیا میں ایک مدّت سے ادویاتی صنعت anti-microbial resistance کے پھیلاؤ کا شکار ہے یعنی ایسے جراثیم کا پھیلاؤ جن کی وجہ سے ایسے امراض ابھر رہے ہیں جو مستقلاً ناقابل علاج ہیں ان امراض میں AIDS, Sars & COVID-19 شامل ہیں، ڈبلیو ایچ او کے مطابق اے ایم آر (AMR) دنیا کے حالیہ ماحولیاتی ابتری سے زیادہ اہم اور قریب تر رونما ہونے والا مظہر ہے، ادویاتی اختراعات کی بھرمار عالمی جنگوں کے نتیجہ میں پھیلی، پنسلین کے استعمال کو امریکی حکومت کی امداد کے نتیجہ میں 1942ء سے فوج

میں عام کیا گیا، 1950ء کی دہائی میں کئی نئی مؤثر اینٹی بائیوٹک ادویات ایجاد کی گئیں لیکن اسی وقت سے اینٹی بائیوٹک رزسٹنٹ (anti-biotic resistant) جراثیم بھی تیزی سے بڑھنے لگے۔ Moyo Mckexma کی تحقیق کے مطابق ہر نئی دوا کی ایجاد کے 3 یا 4 سال کے اندر اندر اس کا توڑ کرنے والے جراثیم پیدا ہوتے رہے ہیں، ڈبلیو ایچ او کی سابق ڈائریکٹر Margaret کے مطابق ادویاتی اختراعات اور نئے AMR جراثیم کے درمیان جنگ جاری ہے جس کا جدید طب کی مکمل شکست پر ختم ہونا ممکن ہے، دنیا میں جراثیم کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکا، ہر انسانی جسم میں چالیس بلین (40 billion) جراثیم پیدا ہوتے ہیں، pathogens ان جراثیم کو کہا جاتا ہے جو امراض کا باعث بنتے ہیں اور viruses وہ pathogens ہیں جو زندہ خلیوں کو تباہ کر کے ہی بڑھ سکتے ہیں، Pathogens کے مقابل جدید ادویاتی صنعت اپنی شکست کا اعتراف کر رہی ہے۔ 21 ویں صدی میں اینٹی بائیوٹک کی ایجاد تقریباً بالکل ہی ختم ہوگئی ہے اور ناقابل علاج امراض کی فہرست طویل تر ہوتی جارہی ہے، یہ امراض ان ادویات کے استعمال کا نتیجہ ہیں جو ان کو ختم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ Covid-19 کے حملہ سے پہلے صرف امریکہ میں ہر سال تقریباً 2 لاکھ افراد ناقابل علاج امراض سے مرتے تھے، برطانوی تحقیق کے مطابق 2050ء تک AMR کے شکار مردوں کی تعداد دس بلین سالانہ ہوجائے گی، AMR کے پھیلاؤ اور اینٹی بائیوٹک کی بڑھتی ہوئی ناکامی سے صرف متعدی امراض ہی متأثر نہ ہوں گے بلکہ ہر قسم کی سرجری (surgery) بھی نہایت خطرناک ہوجائے گی، کینسر، ٹی بی، جوڑوں کے درد اور کئی دوسرے امراض کے علاج غیر مؤثر ہوتے جائیں گے اور ہسپتال میں جانا تک خطرناک ہوجائے گا کیونکہ وہاں زمین، بستر اور فضا جراثیم سے لبریز ہوتے جائیں گے۔ ڈبلیو ایچ او نے پیشینگوئی کی ہے کہ جدید طب کی یہ شکست اکیسویں صدی میں رونما ہوجائے گی، ڈبلیو ایچ او کے تخمینوں کے مطابق 2050ء تک ایشیا اور افریقہ میں اسّی لاکھ افراد ہر سال مریں گے، ان ممالک میں اے ایم آر کا پھیلاؤ مغربی ممالک کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تیز ہے، غریب ممالک میں 40 سے 60 فیصد امراض اے ایم آر سے متأثر ہیں اور OECD کی 2018ء کی تحقیق کے مطابق غریب ممالک میں امیر ممالک کے مقابلہ میں 2030ء تک اے ایم آر کا پھیلاؤ

70 گنا زیادہ تیزی سے ہوگا، دورِحاضر میں pathogens کی افزائش نسل کو مہمیز دیا جارہا ہے بہت سی pathogens نے اینٹی بائیوٹک کو غذا کے طور پر استعمال کرنا سیکھ لیا ہے، جب pathogens پر اینٹی بائیوٹک حملہ آور ہوتی ہیں تو ان کی ایک دوسرے کی genes حاصل کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوجاتا چلا جاتا ہے اور وہ نئی نئی اینٹی بائیوٹک کو شکست دینے کے قابل ہوتی جاتی ہیں، اینٹی بائیوٹک کا پھیلاؤ خود اے ایم آر کے فروغ کا سبب ہے۔

Anti-biotic پھیلاؤ کے نتیجہ میں ان pathogens کی افزائش نسل ہورہی ہے جس میں AMR کو فروغ دینے والی genes کو حاصل کرنے کی زیادہ صلاحیت ہے یہ عمل 1940ء کی دہائی سے تیز سے تیز تر ہوتا جارہا ہے۔ anti-biotic ادویات نے pathogens کی ان اقسام کو کم کیا ہے جو anti-biotic سے فنا ہوسکتی ہیں اور ان اقسام کو فروغ دیا ہے جو AMR کی صلاحیت بڑھاتی جاتی ہیں، ہر Anti-biotic دوا خود اپنی AMR رکھنے والی pathogens کو جنم دیتی ہے۔ Anti-microbial دوسری ادویات سے ان معنوں میں مختلف ہیں کہ ان کے استعمال کی بڑھوتری ان کی افادیت کو مستقل کم کرتی رہتی ہے۔ 1950ء کی دہائی کے بعد سے عالمی سرمایہ دار فارماسوٹیکل (pharmaceuticals) نے پوری دنیا میں anti-biotic ادویات کا ایک تندرفتار سیلاب برپا کردیا، ان کمپنیوں نے تھوک بھاؤ penicillin فروخت کرنے کی پالیسی بنائی اور اس کے استعمال کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے گئے بہت جلد سو سے زیادہ antibiotic ادویات بازار میں بڑے پیمانے پر پہنچائی جانے لگیں ان سرمایہ دارانہ کمپنیوں کا مدعا بہتر ادویات پہنچانا نہیں بلکہ مختلف ادویات کی فراہمی سے زیادہ منافع کمانا تھا، بیشتر anti-biotic صرف بے اثر ہی نہیں تھیں بلکہ ضرررساں بھی تھیں کیونکہ وہ مریض کے جسم میں ایسے pathogens کی افزائش نسل کو پھیلا رہی تھیں جو اس کی قوت مدافعت (immunity) کو کم کرنے کا باعث بنے، امریکی قصابوں نے بڑے پیمانہ پر تازہ گوشت میں anti-biotic استعمال کرنا شروع کردیا، 1950ء اور 1960ء میں بڑی امریکی سرمایہ دارانہ کمپنیوں نے تقریباً ایک ارب ڈالر anti-biotic کی اشتہاری مہم پر خرچ کئے ان میں Lederel اور Pfizer سب سے نمایاں تھیں، اس اشتہاری مہم کا ہدف پوری دنیا کے ڈاکٹر تھے جن کو تھوک کے حساب سے

مفت antibiotic فراہم کی گئیں، تحائف اور عطیات سے نوازا گیا اور تفریحات کے مواقع فراہم کیے گئے، آج بھی امریکہ میں 30 فیصد anti-biotic جو ڈاکٹر تجویز (prescribe) کرتے ہیں ضرر رساں ہوتی ہیں، 1950ء کی دہائی میں ادویات کی بکری میں ہوشربا اضافہ ہوا، 1948ء میں امریکہ میں ادویات کی سالانہ پیداوار 240 ہزار ٹن تھی، 1955ء میں یہ 3 ملین ٹن ہوگئی، 1960ء تک امریکی سرمایہ دارانہ pharmaceuticals سب سے زیادہ منافع بخش کمپنیاں ہوگئیں اور آج بھی یہ pharmaceuticals ہوشربا منافع کمارہی ہیں، 2019ء میں دنیا بھر میں anti-biotic کی بکری 50 بلین ڈالر سے تجاوز کرگئی ہے اور سرمایہ دارانہ pharmaceuticals کا منافع 45 بلین ہے، سرمایہ دارانہ pharmaceuticals نے 2019ء میں اشتہار بازی پر تحقیق (research) کے مقابلے میں دگنا خرچ کیا، یہ pharmaceuticals کمپنیاں دنیا کی corrupt ترین کمپنیوں میں شامل ہیں، 1991ء سے 2005ء تک صرف امریکن pharmaceuticals نے 35.8 بلین ڈالر کا جرمانہ قیمتوں کے تعین میں فراڈ کرنے اور غیر قانونی جھوٹی اشتہار بازی میں جرمانے کے طور پر ادا کئے، pharmaceuticals کے لیے قانون شکنی معمول کی بات ہے (Brustal, Myers, Glaxo, Smith,Kline اور Sqruh Novaites, Pfizer, Merck, سب ہر سال قانون شکنی کے بدلے میں جرمانے ادا کرتی رہتی ہیں ان سرمایہ دارانہ کمپنیوں کے account میں یہ جرمانہ پیدواراری خرچ شمار کئے جاتے ہیں۔ ان سرمایہ دارانہ کمپنیوں کے ذریعہ جراثیم غریب ممالک میں تیزی سے پھیل رہے ہیں کیونکہ ان ممالک کا تحفظی نظام (regulatory system) نہایت مجہول اور ناکارہ ہے۔ یہ ممالک pharmaceuticals کے جرائم پر مبنی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنتے جارہے ہیں ان pharmaceuticals نے غریب ممالک میں anti-biotic کی بھرمار کردی ہے جس کے نتیجہ میں وبائی امراض تیزی سے پھیل رہے ہیں۔

غریب ممالک میں ان pharmaceuticals کے اشتہارات اور تعلیمی کتابچوں میں جھوٹے دعوی کی بھرمار ہوتی ہے اور اکثر ادویات کے ممکنہ منفی اثرات (side effects) کا بالکل تذکرہ نہیں ہوتا۔ یہ ڈاکٹروں کو ضرورت سے زیادہ ادویات کے نسخہ لکھنے کے لئے ان کو مفت

فراہم کرکے اکساتے ہیں۔ مقامی سرمایہ دارانہ ادویاتی کمپنیاں بھی یہ تجارتی حربے sample کثرت سے استعمال کرتی ہیں۔ غریب ممالک میں بڑے پیمانہ پر anti-biotic بغیر ڈاکٹروں کے نسخوں کے کھلے عام بازاروں میں ملتی ہیں اور ان کے استعمال کے نتیجہ میں بدنی جراثیم میں anti-biotic سے مدافعت کی صلاحیت تیزی سے بڑھتی ہے اور جسم کا اندرونی تحفظی نظام تتر بتر ہوتا جاتا ہے۔ کئی غریب ممالک میں سرمایہ دارانہ pharmaceuticals نے anti-biotic کے استعمال کو ایک ثقافتی ضرورت اپنی اشتہار بازی کے ذریعہ بنا دیا ہے۔

2000 سے لے کر 2015 تک anti-biotic کا استعمال بھارت میں 105 فیصد اور پاکستان میں 65 فیصد بڑھا۔

ہر anti-biotic ڈوز کا 80 فیصد حصہ بدن میں فضلہ کی شکل میں خارج ہو جاتا ہے اور نکاسی آب (sewerage) کے نظام میں شامل ہو جاتا ہے وہاں ایسے pathogen مستقلاً پرورش پاتے رہتے ہیں جو AMR کی صلاحیت رکھتے ہیں اور دریاؤں، زمینی پانی، کنالوں اور جھیلوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

پوری دنیا میں بڑے پیمانہ میں جانوروں کی خوراک میں antibiotic شامل کیے جا رہے ہیں۔ WHO کی تحقیق کے مطابق ہسپتالوں کے بعد جانور خانے اور کھیت ہی AMR pathogen کی افزائش نسل کے سب سے بڑے کارخانہ ہیں اور گمان کیا جاتا ہے کہ Covid-19 کی pathogen اپنی جگہوں سے نکل کر جنگلی جانوروں میں گھسی۔ جتنا زیادہ ایک جانور خانہ غلیظ متعفن اور جانوروں سے بھرا ہوگا اتنا زیادہ anti-biotic جانوروں کے حجم میں اضافہ کا سبب بنیں گی اور اتنے ہی زیادہ مقدار میں AMR pathogen وہاں پیدا ہوتے رہیں گے اور وہ انسان جو ان جانور خانوں کے قریب رہتے ہیں بہت جلد AMR pathogen جانوروں سے حاصل کر کے خود پرورش کرنے لگتے ہیں۔

Marya Mckezma کے مطابق مرغی خانوں سے بڑے پیمانہ پر AMR pathogen شاہراہوں، کاروں اور بازاروں تک مستقل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ مرغی خانوں اور مویشی گھروں کے کارکن عموماً AMR pathogen کے carriers ہوتے ہیں۔ ان کے

خاندان کے افراد اور بچے تک AMR pathogen کے کیریئر بن جاتے ہیں۔

ادویاتی پیداوار کے مراکز غریب ممالک کی طرف منتقل ہوتے جارہے ہیں۔ بھارت ادویات کی پیداوار کا دنیا کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ پاکستان میں بھی مقامی کمپنیاں عالمی سرمایہ دارانہ pharmaceuticals کے لئے ادویات تیار کرتی ہیں۔ غریب ممالک میں ادویاتی پیداوار پر پابندیاں واجبی ہوتی ہیں اور وہ بے دریغ ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ کرتی رہتی ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بھارت، چین، پاکستان جنوبی کوریا، تائیوان اور بنگلہ دیش میں ادویاتی صنعت سے خارج شدہ AMR pathogen waste کی افزائش کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ان ممالک کے دریائی نظام AMR pathogen کی پرورش کے ذخائر میں تبدیل ہوگئے ہیں۔ AMR pathogen کی بہتات کے مضمرات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب ان کے ذریعہ لائے گئے امراض ناقابل علاج ثابت ہوتے ہیں اور وبا کی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ آج AMR pathogen پوری دنیا پر چھائے جارہے ہیں۔ pharmaceuticals کمپنیوں کی کارفرمائی کے نتیجہ میں اور اس عالمگیر پھیلاؤ کو antibiotic resistance کہا جاتا ہے۔

William Gaze کی تحقیق کے مطابق 1940ء سے قبل AMR pathogen کی افزائش نسل کے مواقع نہایت محدود تھے۔ سائنس نے اپنے تجرباتی اختراعات کے ذریعہ وہ ماحول پیدا کردیا ہے جس میں نئے نئے AMR pathogen وافر مقدار میں پنپ رہے ہیں۔ ماحولیاتی بے ضرر bacteria اس ماحول میں AMR pathogen بنتے جارہے ہیں، 1940ء سے قبل مضر bacteria مخصوص علاقوں تک محدود تھے۔ انسانوں، جانوروں اور نباتات کی تیز رفتار مواصلت نے یہ مظہری ماحولیاتی رکاوٹیں دور کردی ہیں۔ bacteria اور AMR pathogen پورے عالم میں پھیل رہے ہیں دنیا کا کوئی خطہ ان سے محفوظ نہیں رہ گیا۔

سائنسی اختراعات کے نتیجہ میں ہم کائناتی تاریخ کے جس دور میں داخل ہوگئے ہیں اس کو anthropocene کہتے ہیں۔ یہ دور پچھلے گیارہ ہزار سالہ دور سے، جس کو Holucene کہا جاتا ہے، مختلف ہے۔ anthropocene میں انسان کائناتی فطری توازن کو بڑے پیمانے پر درہم برہم کررہا ہے جس کے نتیجہ میں پانی کی قلت، کاربن ڈائی ایکسائڈ کے اخراجی اضافہ،

سیلابوں اور خشک سالی میں ترقی اور نوعی اقسام میں کمی واقع ہورہی ہے۔ ادویات کی بھرمار (mass bacteria) بھی اس ہی ماحولیاتی تخریب کاری میں اضافہ کرنے والی ایک اہم قوت ہے۔antibiotic ان bacteria کوفنا کررہی ہیں جوقدرتی ماحول اورانسانی زندگی کےنشوونما کے لئے ضروری ہیں اور AMR pathogen اور دیگر ضرر رساں bacteria کی بڑے پیمانے پر پرورش کررہی ہیں۔

اسباق:

1۔ سائنس جاہلیتِ خالصہ کا مہلک ترین مظہر ہے۔سائنس کا مقصد تسخیر کائنات ہےاور یہ عمل مذہب کے خلاف وہ بغاوت ہے جوسولہویں صدی میں شروع ہوئی اور جس کے منہج نے آج تمام جاہلی علوم کومسخر کرلیا ہے۔سائنسی منہج (scientific method) کا استعمال دنیا میں جنت تعمیر کرنے کی وہ احمقانہ جدوجہد ہے جس کو rationality کہتے ہیں اس خبیث منہج کے مفروضات کی حتمی تردید حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے گیارھویں صدی ہی میں مرتب فرمادی تھی جس کے نتیجہ میں عالم اسلام سات آٹھ سوسال سائنسی نحوست سے محفوظ رہا۔

2۔ یہ دعوی سراسر جھوٹ ہے کہ کائنات لافانی ہےاوراس کی تخلیق اورتعمیر کی انسان قدرت رکھتا ہےاور یہ کہ انسانی ارادہ کائناتی حرکیت پر مسلط کیا جارہاہے۔آج یہ جھوٹ کھل کرسامنے آگیا ہے اور AMR pathogen کے اڈتے ہوئے سیلاب نے یہ ثابت کردیا ہے۔ سائنسدانوں کی دنیا کو جنت بنانے کی احمقانہ کوشش کےنتیجہ میں دنیا تیزی سے جہنم بن رہی ہے۔

3۔ سائنس سرمایہ دارانہ جاہلی علمیت ہے۔تسخیر کائنات اور بڑھوتری سرمایہ کی جدوجہد جس حکمت عملی کےتحت دنیا بھرمیں کررہی ہیں اس نے anti-biotic pharmaceuticals کا سیلاب برپا کردیا وہ ان کے جلدازجلد زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لئے اپنائی گئی ہے۔ AMR pathogen سے جنگ ہارنے کے بعد pharmaceuticals ایسی دوائیں بنا رہے ہیں جو مریض سالہاسال استعمال کرنے کے باوجود کبھی شفایاب نہ ہوں۔ جب تک بڑھوتری سرمایہ معاشی عمل کا مقصدرہےگا سائنسی تباہ کاری رونما ہوتی رہے گی۔انہدامِ سرمایہ داری اورتسخیرِمنہجِ سائنس ایک ہی چیز کے دونام ہیں۔

4۔ آج سائنسی منہجی اور سرمایہ دارانہ نظاماتی تغلب عالمی ہے اور پاکستان جیسے چھوٹے کمزور ملک کے لئے اس تغلب سے کلی اخراج ممکن نہیں لیکن اس کو کمزور کرنے کی سعی ضروری ہے اس ضمن میں قلیل المدت تجاویز حسب ذیل ہیں:

☆ Anti-biotic کے استعمال میں بڑے پیمانہ پر تخفیف کرائی جائے۔

☆ ملکی اور بین الاقوامی pharmaceuticals کو قومیا (nationalize) کیا جائے۔

☆ ادویات کو public goods کی حیثیت دی جائے اور ان کی قیمتیں پیداواری خرچ کے مطابق متعین کی جائیں۔

☆ ادویاتی کمپنیوں کے اخراج فضلہ (waste) کو زمین کے اندر اور دریاؤں میں آلودگی بڑھانے کا ذریعہ نہ بننے دیا جائے۔

☆ یونانی طب کو اتنا فروغ دیا جائے کہ وہ جدید طب اور سرجری کو مسخر کردے۔

☆ بین الاقوامی مواصلت اور تجارت کو محدود کیا جائے۔

☆ ملک کو ادویات کے ضمن میں خود کفیل بنایا جائے۔

فی الحال پاکستان میں اسلامی جماعتیں ان میں سے کسی تجویز پر عمل کرنے یا عمل کرانے کی استطاعت نہیں رکھتیں۔ نہ یہاں اسلامی حکومت قائم ہونے کے کوئی امکانات موجود ہیں۔ پاکستان کا سیاسی نظام سرمایہ دارانہ ہے اور یہاں ایک مدت تک دہریہ جماعتیں ہی حکومت کرتی رہیں گی۔ ان حالات میں سائنسی عمل کی ریشہ دوانیاں، ماحولیاتی کثافت اور وباؤں کے پھیلاؤ کے بڑھتے رہنے کا قوی امکان ہے۔ ہمیں اس ماحول میں کام کرنا ہے۔

ہم اسلامی انقلابی ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ہمیں سرمایہ داری کے خلاف ایک طویل المدت جدوجہد کرنی ہے جو صدیوں تک جاری رہے گی اس جنگ کا ایک اہم ترین محاذ سائنسی منہج اور سیاسی جاہلیت کی تسخیر ہے۔ علومِ اسلامی کے تناظر میں طبعی اور فطری حرکات کی تفہیم مرتب کرنا علما اسلام کی ذمہ داری ہے اور یہ کام دنیا کو جنت بنانے کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کو اس جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار کرنے کے لئے کیا جائے گا جو اللہ رب العزت نے مومن کے لئے تیار کر رکھی ہے۔ جب طبعی (Physical) اور فطرتی علوم اسلامی

علمیاتی تناظر میں سموتے جائیں گے تو اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے کہ کائناتی حرکیات اور انسانی حیاتیات میں توازن بتدریج قائم کرنے کی تدابیر بروئے کار آتی رہیں گی۔

اسلامی قوتوں کی دوسری طویل المدت پیش رفت روحانی ہونا چاہئے۔ دہریوں کو اس بات کا کوئی احساس نہیں کہ وباؤں اور دیگر آفات کا نزول معاصی کے پھیلاؤ اور خدا کے عذاب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً عمران خان نے اپنی حالیہ تقریروں میں Covid-19 کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگنے کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا، نہ اس نے اپنے اور قوم کے گناہوں سے توبہ کی بلکہ مسجدوں، خانقاہوں، مدارس پر تالے لگا دیے۔ سود اور سٹہ کا کاروبار جاری رکھا اور IMF، چین اور امریکہ سے بھیک مانگتا رہا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

یہ اسلامی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے ثقافتی ماحول کو روحانیت سے لبریز کردیں۔ اجتماعی توبہ، محافلِ ذکر اور استغفار کو اتنا عام کریں کہ عوامی زندگی منکرات سے پاک ہوجائے۔ عوامی زندگی فکرِ آخرت سے معمور ہوجائے۔ لوگ آفات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کریں اور شہادت کے متمنی ہوں۔ قوی امید ہے کہ جیسے جیسے اسلامی روحانیت عوامی زندگی میں سرائیت کرے گی ویسے اللہ رب رحیم آخرت میں ہم پر اپنے عذاب کو ٹال دے گا، برکتیں نازل ہوں گی اور ہمارا ملک عالمی سرمایہ داری کے اندھیرے میں ایک تابناک ستارہ کے طور پر چمکنے لگے گا۔

کرونا

از شمس الحق اعوان، اسلام آباد

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر، ہے کرونا کا خوف تجھ کو
کعبہ کو بند کر کے، ہے تقویٰ پہ ناز تجھ کو

بھوک کا کرونا، سنبھالا نہیں ہے جاتا
ہے دل کو بہت پیارا، طبقاتی نظام تجھ کو

علم کا جو باب، روشن صحابہؓ کر گئے
اسلام سے تعلق، کچھ باقی رہا نہ تجھ کو

وضو کا ایسا نسخہ، سکھا گئے رسولِ کاملؐ
کاش سدا یہ رہتا، اعوانؔ یاد تجھ کو

کرونا وائرس۔ اللہ کے نافرمانوں کے لیے وارننگ

ابوفیصل محمد منظور انور

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں عروج پر تھیں انسانیت گناہوں کی دلدل میں دھنسی ہوئی تھی مظلوموں اور بے بسوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے ظلم کرنے والے حکمران انھیں ہمیشہ کے لئے شاید صفحۂ ہستی سے مٹا کر نیست و نابود کرنا چاہتے تھے خود ہمیشہ رہنے کی پلاننگ کرنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ دنیا ان خدا بیزار عناصر کے موج میلے کے لیے ہی بنائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی ایک مغضوب علیہ قوم تو سرکشی میں اتنی بڑھ چکی تھی کہ وہ دوسری اقوام کو کمتر انسان کا درجہ دے کر حیوانوں سے تشبیہ دے رہی تھی۔ وقت کے فرعون سمجھ رہے تھے کہ شاید کلمہ طیبہ کے حامل اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے تو بالکل لاوارث ہیں اور دیگر کمزور اقوام کیڑوں مکوڑوں کی مانند ہی ہیں۔ فلسطین، برما، عراق، شام، افغانستان، بھارت، کشمیر و چیچنیا اور دیگر ممالک کی بے یار و مددگار مسلم آبادیوں اور دیگر کمزور انسانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ ڈھا کر ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ کہ نیا سال 2020ء آ گیا۔ ہیپی نیو ائیر پارٹیاں، خوشیاں، مبارکبادیں، عیاشیاں، بدمعاشیاں سب کچھ بلا خوف و خطر کیا جا رہا تھا۔ مادر پدر آزاد خدا بیزار انسانی معاشروں میں اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کی تعلیمات و اخلاقیات اور مذہبی تعلیمات کا عملی طور پر تمسخر اڑایا جا رہا تھا کہ رب کائنات ناراض ہو گیا اور اس نے سارا کچھ الٹا کر رکھ دیا۔ میرا جسم میری مرضی، فحاشی و عریانی کو آرٹ اور ہم جنس پرستی ایسے قبیح افعال کو حقوق انسانی کے قوانین کا درجہ دے کر بے حیائی پھیلانے

والے میڈیا کے ذریعے پوری اقوام عالم میں پھیلانے کی سازشیں کی جاری تھی۔آج مساج پارلروں سے لے کر بیوٹی پارلروں تک جسم فروشی سے ایسکورٹ (Escort) سروسز تک اور بارروموں سے لے کرلیسبئن پریڈتک سب سنسان پڑے ہیں اور یہ سارے سرکش افراد جان جانے کے خوف کے مارے اپنے اپنے بلوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ سرکش انسان فحاشی پھیلائیں قتل و غارت کریں ہم جنس پرست جوڑے بنائیں لوگوں کا استحصال کریں۔ یہ شتر بے مہار ہیں انھیں کوئی پوچھنے والانہیں ہے؟ دنیامیں پہلے زلزلے اور سونامی جیسے طوفان بھی گمراہ انسانیت کوجھنجوڑنے کے لئے آئے مگرسرکش انسانوں نے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔کرونا وبا کی شکل میں آیا تو قیامت کا احساس ہوگیا کہ روزِمحشر کیا ہوگا؟ ابھی ہواؤں، پانیوں، زمین وآسمان، پہاڑوں کوروئی کے گالوں کی طرح اڑنے کاحکم نہیں ہوا۔ بے شک وہی تو رب ہے جو اکیلا ہی غالب رہے گا۔ مالک ارض وسماء رب العالمین فرماتا ہے کہ سب زمانے اس کے ہیں اور وہ تمام جہانوں کا تنہا مالک وفرمانروا ہے۔

کرونا وائرس، صرف خوردبین سے بمشکل نظر آنے والا ایک عجیب حرکت کرنے والا وائرس ہے جس کے ڈر سے تصورات دم توڑے جارہے ہیں۔لوگ ایک دوسرے سے خوفزدہ ہیں۔ کوئی کسی کی پرواہ نہیں کررہا۔کوئی کسی کے قریب آنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ دراصل انسان کی بے بسی کی علامت بن چکا ہے اپنی تمام تر سائنسی ترقی اور خلاؤں کی تسخیر کے باوجود انسان ایک نہ نظر آنے والے جرثومے کے ہاتھوں موت کی آغوش میں جارہا ہے۔لاکھوں افراد کرونا وائرس سے متأثر ہوکر علاج کے لیے سرگرداں ہیں جو ابھی تک ایجاد ہی نہیں ہوا اور لاکھوں موت کی وادی میں جاچکے ہیں، نہ جانے ہلاکتوں کی تعداد کہاں تک جا پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم فرمائے۔آمین

سرکش انسانوں نے زمین پر ظلم وستم کا بازار گرم کررکھا تھا مظلوم انسانیت سسک سسک کر دم توڑ رہی تھی جیسے انسانی جان کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ بدنصیب قوم وہ ہوتی ہے جس کے سامنے اللہ کی واضح نشانیاں آجائیں مگراس کے دانشور و اہل علم اپنے استدلال سے ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ یہ اللہ کی نشانیاں نہیں بلکہ ماحولیاتی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ان نام نہاد دانشوروں اور جدید مذہبی سکالرز کی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے جو ابھی تک بضد ہیں کہ یہ کرونا وبا انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ نہیں ہے۔ان خدا ناشناس لوگوں کے مطابق یہ دنیا محض اسباب وعلل کی دنیا ہے

اس لئے جب تک کسی مرض، وبا، زلزلے یا طوفان کا براہِ راست تعلق ان انسانی مظالم اور حرکات سے ثابت نہیں ہوتا اُس وقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اللہ رب العزت کا نازل کردہ کوئی عذاب ہے۔ حالانکہ وہ موجودہ ماحولیاتی خرابیوں کا کوئی سائنسی تعلق بھی کورونا وائرس سے ثابت کر نہیں کر سکے پھر بھی سرکشی کا یہ عالم ہے کہ ماننے کو تیار ہی نہیں۔ انسان کی یہ بے بسی اس کے اعمال کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ سرکشی ہی تو ہے کہ دنیا بھر کا ملحد، سیکولر، لبرل دانشور طبقہ آج بھی، کرونا وائرس ، کی حقیقت کی سائنسی توجیہات ڈھونڈ رہا ہے۔ کورونا ایسی وبا نے ملحدین کے تمام اعتراضات کا تسلی بخش جواب تو دے دیا ہے کہ یہ عذاب طاقتوروں اور امیروں پر (جہاں فحاشی عریانی اور نافرمانی ہے وہاں) کیوں نہیں آتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے زیادہ تر صرف وہی امیر کبیر علاقوں پر کرونا کو مسلط کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے غربت وافلاس و بیماری کے مارے ہوئے اکثر ممالک کو ابھی تک کرونا سے دور رکھا ہوا ہے۔ جو لوگ اللہ کی اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی سرکشی دکھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں ان کے حال میں چھوڑ دیتا ہے اور یوں ان کو گمراہی مقدر میں ملتی ہے۔ (جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خود اپنے آپ سے بھلا دیتا ہے اور یہی لوگ فاسق (سرکش) ہیں)

ولاتکونوا کالذین نسوا اللّٰہ فانسٰھم انفسھم اولئك ھم الفاسقون (سورۃ الحشر)

یہ کرونا وبا ایک وارننگ ہے کہ اللہ رب العزت نے جھنجوڑنے کے لئے دفاتر اور کاروبار بند کروا کے رزق تک تم سے چھین لیا ہے۔ اس وقت دنیا اس بات سے اتنی خوفزدہ نہیں کہ وہ کرونا سے مر رہی ہے بلکہ اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اگر یہ سلسلہ ایسے ہی کچھ دیر اور چلتا رہا تو جو بچ نکلا وہ بھوک سے مر جائے گا۔ معاشی پالیسیاں بنانے والے کبھی مصنوعی کاغذی کرنسی کی فکر میں ہیں اور کبھی کارپوریٹ انڈسٹری کے دکھ میں رو رہے ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کی گردنیں اللہ رب العزت کے حضور خم ہی نہیں ہوئیں۔ اگر کرونا کی وبا نے طول پکڑا اور خوراک کے لیے چھینا جھپٹی شروع ہوئی تو یہ پیپر کرنسی (نوٹ) اور پلاسٹک کے کریڈٹ کارڈ کس کام کے؟ جب بھوک غالب آ جاتی ہے تو کسی قانون، تہذیب، معاشرت اور اخلاقیات وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا صرف پیٹ کا ایندھن درکار ہوتا ہے۔ اللہ کرے وہ وقت نہ آئے کہ لوگ روٹی کے لئے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر مجبور ہو جائیں۔ ابھی بھی وقت ہے آ جاؤ اپنے رب وحدہ لاشریک کی طرف، ہمارا اللہ جو رب

العالمین ہے، ماننے میں دیر نہیں کرتا، وہ تو مائل بہ کرم ہے کوئی اس کے سامنے ہاتھ تو پھیلائے، وہ ہر رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا پر آ کر فرماتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا، بخشش چاہنے والا؟ خدا بیزار نافرمان یہود ونصاریٰ سے تو استغفار کی توقع نہیں ہے کیونکہ مغضوب علیہ اور گمراہ اقوام تو ان سنگین مشکل حالات میں بھی عبرت حاصل کر کے ہدایت لینے کے بجائے حسب عادت اپنی رنگ رلیوں اور بداعمالیوں کی طرف لوٹنے کو بے تاب نظر آتی ہیں۔ یہ کام تو مسلمان کہلانے والے لوگوں کا ہے۔ کثرت کے ساتھ استغفار کریں اپنے اعمال درست کرلیں اس وبا کو ٹالنے کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور جہنم کے راستے سے لوٹ آئیں، جنت کی تمنا کریں۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے　　　　کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

تنزانیہ کے صدر جان میگوفلی کی طرف سے کرونا ٹیسٹنگ کٹس کے نتائج کو بوگس قرار دینے اور کرونا وائرس بارے شکوک وشبہات ظاہر کر کے اس کی انکوائری کروانے کے بیان کو، اور دنیا کے امیر ترین فرد میکروسافٹ کمپنی کے چیئرمین بل گیٹس کے ایک بیان کو مدنظر رکھیں جس میں وائرس کے علاج کے ذریعے وہ ایک خدا کو ماننے والے مسلمانوں کے جینز کو ختم کرنے کے لئے ویکسین کی تیاری میں مصروف ہیں جو اس خوف کی فضا میں پوری مسلم دنیا میں پھیلا دی جائے گی۔ یہ خبریں مسلم دنیا کے لئے ایک خطرے کی گھنٹی ہے جس کا ہدف اسلامی دنیا ہے اور دجال کی آمد کی راہ ہموار کرنا ہے اور صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ وائرس ایک دجالی فتنے سے کم نہیں جس کے ذریعے یہ گمراہ اور مغضوب علیہ قوم کے افراد اپنے گھناؤنے مقاصد حاصل کر کے دنیا میں اپنی بالادستی چاہتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے عوام کی اکثریت کرونا وائرس کو دجالی فتنہ ہی سمجھ رہی ہے۔ مسلمان حکمران خواب غفلت سے بیدار ہو کر اسلام دشمنوں کی سازشوں کو سمجھیں اور اس فتنے سے نجات کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ مغرب اور مغربی لائف سٹائل کے اسلام مخالف پہلوؤں کو چھوڑنے کا عہد کریں۔ کرونا وائرس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کب ختم ہو گی۔ اپنے رب کے حضور توبہ کر کے مسلمان اپنی دنیا اور آخرت ضرور سنوار سکتے ہیں۔ نادر موقع ہے ضرور فائدہ اُٹھائیں۔

بقول شاعر ؎　موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
پھر بھی جس نے کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

یومِ آزادی پاکستان

14/اگست 1947ء

حافظ مختار احمد گوندل

1 ترتیب وار اہم واقعات

- 3 جون 1947ء کو آزادی ہند کے منصوبے کا ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے اعلان تو کیا مگر انتقال اقتدار کی تاریخ کا حتمی تعین نہ کیا۔
- Indian Independence Act 1947 جسے برطانوی پارلیمان نے منظور کیا اور 18 جولائی 1947ء کو شہنشاہِ برطانیہ جارج ششم نے توثیق کی۔
- 24 جولائی 1947ء کو اس قانون کی ایک نقل سیکرٹری جنرل چودھری محمد علی نے جو بعد ازاں پاکستان کے وزیر اعظم بنے قائد اعظم کو ارسال کی۔
- 7 اگست 1947ء: اقوامِ متحدہ کی رکنیت کیلئے اقوام متحدہ میں برطانیہ کے مستقل نمائندے کے نام دفتر خارجہ کا تار: برطانیہ فوری طور پر پاکستان کی طرف سے درخواست دائر کرے۔
- 13 اگست 1947: وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن دلی سے کراچی پہنچتے ہیں۔ اسی رات کراچی کے گورنر جنرل ہاؤس میں ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔

2 اسلامی/ہجری تقویم کا آغاز

امیر المومنین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں عراق و کوفہ کے گورنر حضرت

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو خط لکھا کہ آپ کے احکامات و ہدایات پر تاریخ درج نہیں ہوتی، معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس تاریخ کا حکم نامہ ہے؟ جس سے ان امور پر عمل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ آپؓ نے اس پر اکابر صحابہ کرامؓ اور مجلس شوریٰ کا اجلاس بلایا، جن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی موجود تھے۔ موضوع زیر بحث یہ تھا کہ سن کی ابتداء کہاں سے کی جائے؟ ہجرتِ مدینہ جس کے نتیجہ میں ایک مضبوط قلعہ، مستحکم مرکز ملا، مسلمانوں کو آزادی سے تجارت و عبادت کرنے کے مواقع میسر آئے، اسلامی معاشرہ کے خدوخال نمایاں ہوئے، اقتصادی و جہادی سرگرمیوں کی عملی راہیں ہموار ہوئیں، اذا جاء نصر اللہ کی نویدیں ملیں، اسلام کی نشرواشاعت کا پاکیزہ ماحول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں ایک مثالی اسلامی حکومت قائم ہوئی، اسلام کی اسی شان و شوکت کے پیش نظر سیّدنا علیؓ نے اسے بنیاد بنانے کی رائے دی جس پر تمام صحابہؓ کا اتفاق ہوگیا۔ اس کے بعد مشورہ ہوا، کس ماہ سے آغاز کیا جائے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رجب المرجب کی رائے دی، کیونکہ یہ اول شہر الحرام ہے، حضرت طلحہؓ نے رمضان المبارک کی رائے دی، بعض حضرات نے ربیع الاولؒ کی رائے دی۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی رائے میں محرم الحرام پہلا ماہ قرار پایا، جسے سیدنا فاروق اعظمؓ نے بھی پسند فرمایا، 17ھ جمادی الاولیٰ بروز بدھ مستقل طور پر اسلامی تقویم کا آغاز ہوگیا۔

3 شہدائے ہجرتِ پاکستان کی واحد اُمنگ

ریاست مدینہ کے بعد پاکستان وہ ملک ہے جو لا الٰہ اِلا اللہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا اور جو مسلمان مرد و خواتین اور معصوم بچے اس میں کام آئے وہ سبھی شہداء کی صف میں گردانے گئے، اس کے وارث صرف مسلمان قرار پائے۔ تاریخ میں ایسی خونچکاں داستان جس میں تقریباً دس لاکھ لوگ تشدد میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوں، (سوا کروڑ افراد اپنا گھر بار چھوڑ کر ملک تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں، جن میں مسلمانوں کے علاوہ، ہندو، سکھ سبھی شامل ہوں اور اربوں کی املاک جلا کر راکھ کر دی گئی ہوں) شاید چرخ نیلی فام نے بھی پہلے کبھی نہ دیکھی ہو مگر مسلمان مہاجرین کی زبان پر صرف 'پاکستان' اور اسلام کا نام تھا۔

1940ء سے 1947ء تک کا عرصہ مسلمانوں کے لیے ایک ہیجان انگیز مذہبی

رومانویت کے عروج کا دور ہے اس دور میں پروفیسر اصغر سودائی کی یہ نظم بڑی مقبول تھی۔

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

شب ظلمت میں گزاری ہے اُٹھ وقت بیداری ہے
جنگ شجاعت جاری ہے آتش و آہن سے لڑ جا

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

ہادی و رہبر سرور دیں صاحب علم و عزم و یقیں
قرآن کی مانند حسیں احمد مرسل صلی علیٰ

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

چھوڑ تعلق داری چھوڑ اُٹھ محمود بتوں کو توڑ
جاگ اللہ سے رشتہ جوڑ غیر اللہ کا نام مٹا

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

جرات کی تصویر ہے تو ہمت عالمگیر ہے تو
دنیا کی تقدیر ہے تو آپ اپنی تقدیر بنا

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

نغموں کا اعجاز یہی دل کا سوز و ساز یہی
وقت کی ہے آواز یہی وقت کی یہ آواز سنا

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

پنجابی ہو یا افغان مل جانا شرط ایمان
ایک ہی جسم ہے ایک ہی جان ایک رسول اور ایک خدا

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

تجھ میں ہے خالد کا لہو تجھ میں ہے طارق کی نمو
شیر کے بیٹے شیر ہے تو شیر بن اور میدان میں آ

پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ

مذہب ہو تہذیب کہ فن تیرا جداگانہ ہے چلن
اپنا وطن ہے اپنا وطن غیر کی باتوں میں مت آ
پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللہ
اے اصغر اللہ کرے ننھی کلی پروان چڑھے
پھول بنے خوشبو مہکے وقت دعا ہے ہاتھ اٹھا
پاکستان کا مطلب کیا؟......لا اِلٰہ اِلا اللہ

4 14 / اگست کو مستقلاً یومِ آزادی منانے کے فیصلے کا پس منظر

اللہ کے نظام کے نفاذ کے لئے اہل پاکستان متحد ہو کر جو ہندی مسلمانوں کی جدوجہد سے یہ خطہ پاکستان ہمیں نصیب ہوا۔ اب یہ ہمارا دینی ہی نہیں، قومی فریضہ بھی ہے کہ ہم یہاں اسلام کے نظام کو نافذ کرنے میں اپنی تمام کاوشوں کو بروئے کار لائیں۔ یہی یومِ آزادی منانے یا تجدید عہد کا دن ہے تاکہ پاکستانی معاشرے کو عدل میسر ہو اور احساسِ محرومی لوگوں میں پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

14 اگست کو یوم آزادی منانے کے فیصلے کی مکمل روداد NDC کابینہ ڈویژن، اسلام آباد کی خفیہ (جواب عوام کے لیے قابل رسائی ہے) فائل نمبر 360/CF/48 میں ہے، جس کے مطابق، منگل 29 جون 1948ء کو کراچی میں وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی زیر صدارت منعقد ہونے والے کابینہ کے اجلاس، جس میں وزیر خارجہ، وزیر مواصلات، قانون ومحنت، وزیر مہاجرین وآبادکاری، وزیر خوراک، زراعت وصحت اور وزیر داخلہ، اطلاعات ونشریات موجود تھے، میں فیصلہ ہوا کہ پاکستان کے پہلے یوم آزادی کی تقریبات 15 / اگست 1948ء کی بجائے 14 / اگست 1948ء کو منائی جائیں جسے قائداعظم نے بھی منظور فرمایا۔ اس کی درج ذیل وجوہات تھیں:

- وائسرائے ہند نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کو اقتدار 14 اگست ہی کو سونپ دیا تھا جبکہ بھارت کو 15 / اگست کو سونپا گیا۔ اگرچہ اس کا اعلان حسب پروگرام کیا گیا۔
- بھارت کا یومِ آزادی 15 / اگست تھا۔ مشابہت ہنود و یہود سے اجتناب شرعی تقاضا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے محرم الحرام کے یومِ عاشور کے روزہ کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ

اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملالیا کرو۔ عاشورہ سے پہلے کے ایک دن کا یا اس کے بعد کے ایک دن کا، تا کہ یہود سے مشابہت نہ ہو۔ چونکہ یہودی بھی یومِ عاشور کا روزہ رکھتے ہیں۔

◐ وائسرائے ہند نے دہلی میں 14 اور 15/ اگست کی درمیانی شب ٹھیک 12 بجے پاکستان اور انڈیا کی ایک ساتھ آزادی کا اعلان کیا، اس وقت پاکستان کے دارالحکومت کراچی میں مقامی وقت 11:30 اور تاریخ 14 اگست تھی۔ لہٰذا ہماری آزادی کا آغاز چودہ اگست سے ہوا اور اختتام پندرہ اگست کو ہوا۔ لیکن ہندوستان کی آزادی کا آغاز وانجام ایک ہی یوم پندرہ اگست کو ہوا۔

5 ہجری کیلنڈر کی موجودہ صورت حال

حالیہ رمضان المبارک کا آغاز 24 اپریل 2020ء کو ہوا۔ 43 ممالک (افغانستان، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ) نے سعودی عرب (سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں کنگ عبد العزیز سٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی KACST قائم ہے جس میں علومِ فلکیات کے لیے ایک مستقل ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم ہے، یہی ریسرچ انسٹیٹیوٹ مکہ کی اسلامی یونیورسٹی جامعہ اُم القریٰ کو تقویم کے لیے جملہ تکنیکی معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔ تقویم اُم القریٰ KACST کی ویب سائٹ www.ceri.kacst.edu.sa سے ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے)، 9 ممالک روس وغیرہ نے ترکی (Turkey (Elongation > 8° & Altitude >5°anywhere)، فرانس Altitude >5°,elongation >8° نے CFCM (French Council of Muslims)، کینیڈا اور امریکہ (FCNA/ISNAFiqh Council of North America/Islamic Society of North America)، آئرلینڈ (Altitude > 5°, elongation > 8°, Somewhere on the globe) نے ECFR (European Council for Fatwa and Research)، سپین (ucide.org) Union of Islamic Communities of Spain,Islamic Commission of Spain) اور برطانیہ نے UK (Coordinated by Major Islamic Centres and Mosques of London)، Wifaaqul Ulama, Ahle Sunnat Wal Jamaat,(Sighting from countries east of UK) کی رؤیت یا سعودی عرب کی رؤیت کو Follow کیا۔ جبکہ 33 ممالک بشمول پاک و ہند میں، مقامی رؤیت کی بنا پر حالیہ رمضان المبارک کا آغاز 25 اپریل 2020ء کو ہوا۔ جبکہ الجیریا اور پولینڈ نے اپنی اپنی Calculations کی بنا پر کیا۔ (www.crescentwatch.org/cgi-bin/cw.cgi) (moonsighting.com/1441rmd.html)

تبصرہ وتعارف کتب

تبصرہ نگار: حافظ مختار احمد گوندل

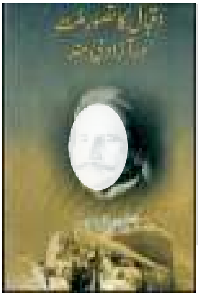

1 اقبال کا تصوّرِ ملّت اور آزادئ ہند

تالیف: ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان

ناشر: اقبال اکادمی پاکستان، ایجرٹن روڈ، لاہور

زیرتبصرہ کتاب میں صاحبِ تصنیف نے متحدہ قومیّت کے لادین مغربی تصورِ وطنیت کے جواب میں علامہ اقبال کے اسلامی تصورِ ملت کو پیش کیا ہے۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے: بابِ اوّل: تصورِ ملت یا دوقومی نظریہ، باب دوم: تصورِ قومیّت کے ابتدائی خدوخال، باب سوم: ربط وضبط ملت بیضا، باب چہارم: اقبال اور قومی سیاست (از ابتداء تا 1929ء)، باب پنجم: نقش دوام: اگست 1928ء تا جنوری 1929ء، باب ششم: اسلامی ریاست 1928ء تا 1938ء، باب ہفتم: نظریۂ پاکستان، نتائج تحقیق اور حوالہ جات ہیں۔

صاحبِ تصنیف دینی وعصری علوم سے بہرہ ور ہیں انھوں نے درسِ نظامی کی تکمیل کے علاوہ ''جاوید نامہ/ علامہ اقبال: مقدمہ، حواشی وتعلیقات'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے اور درس وتدریس سے وابستہ رہے ہیں۔ موصوف کی طبع شدہ اور زیرِ طبع کثیر تصانیف نہ صرف اقبالیات بلکہ ذخیرہ اردو ادب میں گرانقدر اضافہ ہوں گی، ان کی تمام تصانیف اقبال شناس اداروں کی ضرور زینت بنیں گی۔ زیرتبصرہ کتاب میں مطبوعہ مواد کا مقصود یہ ہے کہ اقبال کے تصورِ ملت کو سمجھنا آسان ہوجائے۔ یہ کتب خانوں کے لئے ناگزیر اور دانش جویانِ اقبالیات کے

لئے ایک اہم تصنیف ہے۔(ضخامت:500 صفحات، قیمت:780روپے)

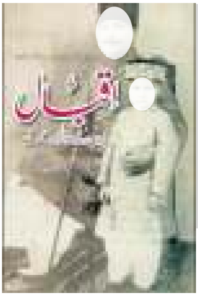

2 اقبال بچوں اور نو جوانوں کے لیے

تالیف: عنایت علی

برائے رابطہ: B-149، انجینئر ٹاؤن، لاہور 0332-7655509

زیرتبصرہ کتاب نسل نو کی ذہنی آبیاری کے لیے حیات وکلامِ اقبال اوران کی شخصیت پرمجلسی اورنجی زندگی سے منتخب وہ تمام واقعات جوبچوں اورنوجوانوں کی دلچسپی اورکردارسازی کے حامل ہیں، کا مجموعہ ہے۔سبب تالیف میں صاحب تصنیف تحریر کرتے ہیں:’’اس کتاب کا محرک چشمہ ایجوکیشن سنٹر کے اساتذہ اور دوسرے ماہرین تعلیم کے ساتھ وقتاً فوقتاً ہونے والے وہ مباحث ہیں جن میں ان کی کا استدلال تھا کہ علامہ اقبال کے کلام کوبچوں اورنوجوانوں کے لیے سمجھنا مشکل ہے لہٰذا ان کے افکاراور پیام میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے علامہ کی گھریلو زندگی اور شخصیت کے متعلق چھوٹے چھوٹے واقعات پرمبنی کوئی کتاب مارکیٹ میں دستیاب ہونی چاہیے جس سے بچوں اورنوجوانوں میں اپنے عظیم محسن کے لیے کشش اور جاذبیت پیدا کی جاسکے۔زیرنظرکتاب میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔جو یقیناً بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی مفید ہوگا۔اس کے علاوہ اساتذہ کرام کے لیے اتنے واقعات کاایک جگہ دستیاب ہونا بھی بچوں کی تدریس میں یقیناً معاون ثابت ہوگا۔‘‘

عناوین کی فہرست: پیش لفظ، دیباچہ،مقدمہ،حرف تحسین، باب1:والدین کاطریقہ تربیت اوراحترام والدین، باب2: اقبال کا قرآن سے شغف، باب3: اقبال اورحب رسول ﷺ، باب4: علامہ کی قناعت پسندی اورفضول خرچی سے پرہیز، باب5: علامہ کی بذلہ سنجی، باب6: اقبال کا احترام استاد، باب7: اقبال کی بچوں سے شفقت، باب8: اہل خانہ اور ملازمین سے حسن سلوک، باب9: علامہ اقبال کی نرم دلی، باب10: لباس اور دوسرے معاملات میں سادگی، باب11: خاص وعام سے ملاقات، باب12: نشہ آوراشیا سے پرہیز، باب13: بزرگان دین اور دیندارسلاطین سے عقیدت، باب14: عالمی فلسفیوں سے ملاقات، باب15: قائداعظم سے لگاؤ، باب16: علامہ اقبال کے انتہائی قریبی احباب وشخصیات، باب17: متفرقات پرمشتمل ہے۔بچوں کے ادب پرایک بہترین تصنیف اور

کتب خانوں کی زینت ہے۔اس کتاب کو نیشنل بُک فاؤنڈیشن ایوارڈ 2019ء بھی مل چکا ہے۔
(اعلیٰ کاغذ اور عمدہ جلد، صفحات: 224، قیمت: 480روپے)

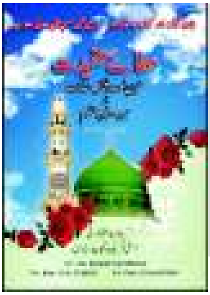

3

عطائے عقیدت

مخزن نعت و منتخب مقامات از سیرت طیبہ منظوم

تصنیف: علامہ جاوید القادری

برائے رابطہ: حافظ ذوالفقار علی، 0334-4010249

زیر تبصرہ سیرت طیبہ (منظوم) بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت کے گل ہائے تر و تازہ اور حب رسول ؐ کی آئینہ دار ہے، جو ایک کہنہ مشق شاعر کے خلوص بے پایاں، برمحل الفاظ و تراکیب، تلاطم آمیز تسلسل، وجدانی کیفیت انگیزی اور وہبی عشق و محبت اور ادب و عقیدت کی شاہکار ہے۔ یہ معجزۂ فن زرتاب سخن شہ پارہ نعتیہ ادب کے اُفق پر مہر دوام، فوز و فلاح اُخروی کے علاوہ یہ جذبۂ شوق علامہ جاوید القادری صاحب کے لیے باعث صد افتخار ہے۔جیسا کہ وہ خود انتساب میں تحریر کرتے ہیں:

جاوید کہاں اور کہاں مدحِ پیمبرؐ   یہ حسنِ سخن حسنِ عقیدت کی عطا ہے

اردو شعراء نے اردو زبان میں منظوم مدحتوں کو نمایاں مقام دیا۔منظوم سیرت النبی ﷺ کے لیے اس کی موضوعاتی ندرت کو بھی ملحوظ رکھا۔سیرت النبی ﷺ کا منظوم آغاز دکنی شعراء کا کمال ہے۔ ولولہ عقیدت و محبت سے ہی ایسی شاعری منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا کرتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی منظوم سیرت پاک کا ایک نادر نمونہ ابوالاثر حفیظ جالندھری کا 'شاہنامہ اسلام' ہے اور حضرت منیر احمد جامی کی منظوم پیشکش 'وجہ کل' اور علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری مرحوم کی 'ضیا النبیؐ' میں بھی سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ کو منظوم کیا گیا۔زیر تبصرہ تصنیف لطیف 'عطائے عقیدت' اسی سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔آئینۂ ترتیب: پیش لفظ، حصہ اول: مخزن نعت، حصہ دوم: منتخب مقامات از سیرت طیبہ پر مشتمل ہے۔محترم جاوید القادری صاحب کی یہ شعری کاوش ایک نادر تحفہ اور اردو ادب کا ایسا قیمتی سرمایہ ہے جس پر اردو شعر و ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔عشاقِ نبی ﷺ کی عقیدتوں میں ہر لمحہ اضافہ کا موجب اور کتب خانوں کی ناگزیر ضرورت ہے۔(صفحات: 664، قیمت درج نہیں)

4 شفق رنگ: فکر انگیز موضوعات پر مضامین تبسم

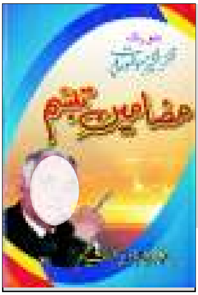

تالیف: پروفیسر ہارون الرشید تبسم

برائے رابطہ: پاکستان ادب اکادمی سرگودھا 048-3711717

زیر تبصرہ کتاب مضمون نویسی اور تقریری مقابلوں پر نصابی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اور قارئین کی اس حوالے سے اپنا مافی الضمیر تحریری انداز میں پیش کرنے کی تربیت بھی ہے۔ جیسا کہ فاضل مصنف صفحہ 12 پر تحریر کرتے ہیں: ''مضمون نویسی کے لیے مطالعہ کا ذوق بہت ضروری ہے۔ شخصی مضامین میں کارنامے اس انداز سے شامل ہونے چاہئیں کہ دوسروں کے اذہان پر دستک دے سکیں۔ قومی نوعیت کے مسائل، طنزیہ کم جبکہ تعمیری زیادہ ہونے چاہئیں۔ صرف مسائل پیش کرنا کام نہیں بلکہ ان کا حل بھی ضروری ہے۔ مضمون اتنا خشک نہیں ہونا چاہیے کہ پڑھتے ہوئے بوجھل محسوس ہو۔ اتنا مزاحیہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ پھکڑ پن کا نمونہ بن جائے۔ مضمون کا مقصد دوسروں تک اپنے اسلوب سے اپنا پیغام پہنچانا ہے۔۔۔ یہ کتاب 'مضامینِ تبسم' نظریۂ پاکستان اور استحکام پاکستان کا آئینہ ہے۔ قاری اپنے ظرف کے مطابق اس کتاب سے روشنی حاصل کرسکتا ہے۔ لفظ قوم کی امانت ہیں ان کا بہترین استعمال صدقہ جاریہ ہے۔'' ان کا یہ تعمیری و اصلاحی انداز تحریر ادبی و فنی طور پر ان کی وسعت نظری کا ثبوت ہے۔ ان کا یہ 102 واں گلدستہ مضامین کا اختتامیہ حسب روایت مصنف کی تازہ غزلیات ہیں۔ اردو ادب میں ایک حسین اضافہ ہے۔ (صفحات: 544۔ قیمت: 1500 روپے)

5 گولڈ میڈلسٹ کارکنان تحریک پاکستان (سرگودھا)

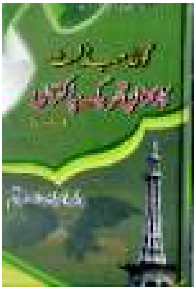

زیر تبصرہ کتاب میں تحریک پاکستان کے ان جانثاروں کا تذکرہ ہے جنہیں 1987ء تا 2016ء تحریک پاکستان ورکرز (ٹرسٹ) 1987ء کی طرف سے گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ ان اعزاز یافتگان تحریک پاکستان کی یہ ایک ڈائریکٹری ہے جس میں ملک بھر کے کارکنان کے نام شامل ہیں اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے ہیں تاہم شاہینوں کے شہر سرگودھا سے تعلق رکھنے والے تحریک

پاکستان کے اعزاز یافتگان افراد کا بھی مختصر تعارف ہے۔ کتاب کا اختتامیہ مصنف کی دو غزلوں پر ہوتا ہے جن کی جان یہ شعر ہے۔ ؎

تبسّم زندگی اپنی وطن کے کام آئی ہے　　　یہ مژدہ ایک دن اہل وطن کو ہم سنائیں گے

سرگودھا کے سوانحی ادب کی نمائندہ کتاب کی حیثیت سے سرگودھا کے اہل دانش کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔(صفحات:106، قیمت:300روپے)

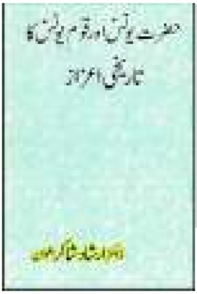

6 حضرت یونس علیہ السلام اور قومِ یونس کا تاریخی اعزاز

تالیف: ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان 0332-8974003

ناشر: نعت اکادمی، پوسٹ بکس25، فیصل آباد

زیرِتبصرہ کتاب حضرت یونس علیہ السلام اور قومِ یونس کے بارے میں ایک تحقیقی مقالہ کا درجہ رکھتی ہے جس میں صاحب کتاب نے عام تفسیروں میں آپ علیہ السلام کے بیان کیے جانے واقعہ پر تحقیق کی ہے اور واقعہ کی بزعم خویش صحیح صورت اور اس پر دلائل پیش کیے ہیں اور اس واقعہ سے متعلق قرآنی آیات کی تفسیر بھی کی ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: بقول مصنف: عام مفسرین نے اسرائیلی روایات کو دیکھتے ہوئے واقعہ اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت یونس علیہ السلام کو منصب رسالت عطا ہوا، پھر آپؑ نے نینوا شہر کے لوگوں کو دین حق کی دعوت دی، قوم کی نافرمانی پر حضرتؑ نے عذاب کی وعید سنائی اور اس کے بعد دریائی سفر پر روانہ ہو گئے اور مچھلی والا واقعہ پیش آیا۔ ان کے جانے کے بعد قوم نے عذاب کے آثار دیکھے تو سچی توبہ کر لی جس کی وجہ سے عذاب ہٹا دیا گیا۔ لیکن بقول مصنف واقعہ کی ترتیب درحقیقت یوں ہے کہ دریائی سفر اور مچھلی والا واقعہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ان کی بعثت سے پہلے پیش آیا تھا، اس کے بعد آپؑ کو منصب رسالت عطا ہوا اور نینوا شہر کی طرف مبعوث ہوئے پھر آپؑ نے اُس قوم کو دعوت دی جو بدعملی کی وجہ سے عذاب سے دوچار ہونے والی تھی، آپ کی دعوت کو قوم نے اجتماعی طور پر قبول کر لیا جس کی وجہ سے عذاب ٹل گیا اور قوم نے ایک مدت تک خوشحال زندگی گزاری (واللہ اعلم بالصواب)۔ بہرحال کتاب مطالعہ کے قابل ہے اور اس میں اہل علم کے غور و فکر کے لیے کافی مواد دیا گیا ہے۔(ضخامت:52 صفحات، قیمت:150روپے)

یہ کیا ہو رہا ہے؟

ماہرالقادری

قوم کی قوم آسودۂ غفلت ہے ابھی
کیا کسی اور تباہی کی ضرورت ہے ابھی
سنگ و آہن کے بھی سینوں میں شرر جاگ اُٹھے
چشم انساں ہے کہ محرومِ بصیرت ہے ابھی
قیصر و ایوان کی بہاروں کا وہی عالم ہے
جھونپڑوں کی وہی اُجڑی ہوئی حالت ہے ابھی
خواہ دفتر ہوں، ایوان ہوں کہ تصوف گاہیں
وہی حلوے، وہی مانڈے، وہی رشوت ہے ابھی
یہ بھی ایک مصلحت وقت کا ہے لطف کرم
شیخ کے سر پر جو دستارِ فضیلت ہے ابھی
وہی شاہانہ تجمّل ، وہی محلوں کا شکوہ
وہی جلوت، وہی خلوت، وہی نخوت ہے ابھی
لب پہ وہ مہر خاموشی ہے کہ الٰہی توبہ!
دل کا یہ حال کہ لبریزِ شکایت ہے ابھی
وہی قانونِ فرنگی، وہی دستورِ عمل
وہی خود ساختہ آئین سیاست ہے ابھی
ہم نے مانا کہ ہیں آزاد زمینوں کے حدود
نگاہ و دل پہ تو غیروں کی حکومت ہے ابھی
آنکھ پھر منتظر صبح قیادت ہے ابھی
ایک فاروقؓ کی دنیا کو ضرورت ہے ابھی

فرزندِ جھنگ،
لندن میں مقیم پاکستانی سکالر،
شاعر، خطیب اور ادیب

علامہ محمد فیاض عادل فاروقی

کا500 صفحات پر مشتمل شعری مجموعہ

سوزِ گل

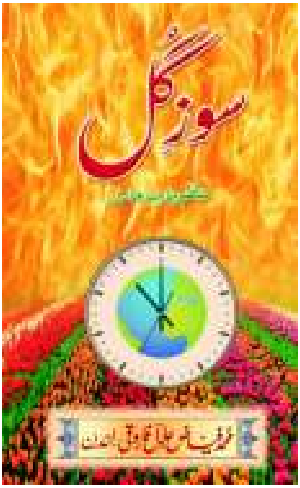

زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر عنقریب
منظرِ عام پر آنے والا ہے، ان شاء اللہ

شائقینِ ادب سے عرض ہے کہ فی الفور اپنا
مکمل پتہ اور رابطہ نمبر بھیج کر اپنا نسخہ محفوظ کرا لیں

پاکستان میں رابطہ کے لیے

مختار فاروق
0310-8377031
0348-2879631

ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی مرحوم کا تبصرہ

......کلام عادلؔ میں اتنی لذت وحلاوت ہے کہ پڑھتے وقت کسی تکان کا احساس نہیں ہوتا۔ موجودہ نعت گویوں کے مقابلے میں عادل کا نعتیہ کلام مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لیے آبِ حیات کی مانند ہے۔ علامہ عادل فاروقی انگلینڈ میں تعلیم وتبلیغ دین کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے پیش نظر مسلمانوں میں درآمدہ اعتقادی وعملی خرابیاں ہیں جن کی اصلاح کو وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں چنانچہ آپ نے اپنے کلام میں اسلام کی آفاقی خوبیوں کے اظہار کے علاوہ مسلمانوں میں پھیلی ہوئی شرک و بدعت کی خرابیوں پر بجا طور پر نکیر بھی کی ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی (مدیر کوہسار) کا تبصرہ

’کلامِ عادلؔ فاروقی میں نیا ذائقہ ہے، نئی ذہانت ہے، لسانیات کا نیا سرچشمہ ہے، تکنیک کے بنیادی عنصر کی مصوری ہے، معنویت کے موتی ہیں، نگینے ہیں اور گہری بصیرت اور باریک بینی ہے۔......کلامِ عادلؔ، موضوعات اور بندشِ الفاظ سے انفرادی زاویۂ نظر کا پیکر، شعری لطافت ونزاکت سے مملو نئے تیور اور آہنگ کا مظہر بنتا ہے، تازہ کاری احساس دلاتا ہے اور آشنا لطافت کا عرفان بخشتا ہے۔

یہ بات توجہ طلب ہے کہ عالمی ہدایات کے تحت جو SOP's پاکستان میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے جاری کیے ہیں وہ سیکولرازم اور لبرل ازم FRIENDLY تھے اسلام فرینڈلی نہیں تھے۔ مثلاً کرونا وائرس کی احتیاطی تدابیر 97% مسلمانوں کی آبادی کے ملک میں 'بار بار ہاتھ دھونے' کی ہدایت کو یوں لکھ دیا جاتا کہ مسلمان مرد و خواتین باوضو رہیں، مسواک کریں اور طہارت کا خیال رکھیں، جو باعمل مسلمان عمامہ باندھتے ہیں وہ اس کا ایک پلو ناک پر کر لیں اور باقی مسلمان ماسک پہنیں یا مسلمان خواتین کو ماسک کی بجائے برقع اوڑھنے اور (ناک اور منہ) چہرہ ڈوپٹہ سے ڈھانپنے کی ترغیب دی جاتی، تو یہ الفاظ ایک مسلمان ذہن کے آئینہ دار ہوتے۔

اس تحریر کے آغاز پر روزنامہ نوائے وقت اور ایکسپریس کی ایک خبر کی سرخیاں ہیں جن کے تحت کرونا وائرس اور نتیجتاً SOP's کی پابندیاں مہینوں نہیں سالوں چل سکتی ہیں لوگ ذہناً تیار رہیں۔ یہ خبر مسلمان ذہن کو پریشان کرنے والی ہے اگر ماسک، سماجی فاصلے، میل جول کی پابندیاں چند سال تک پھیل گئیں تو مسلمانانِ عالم میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا، رشتہ داروں کا گلے ملنا، دوسرے کو خندہ پیشانی سے مسکرا کر ملنا (ماسک کے ساتھ آدمی مسکرا نہیں سکتا) مسلمان معاشرے سے ختم ہو جائے گا۔ یہ ایجنڈا بنیادی طور پر کسی خدا بیزار، وحی دشمن اور حضرت محمد ﷺ دشمن ذہن کا ہی ہوسکتا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ اس مہلک وبا کے خلاف مہم میں جب تک احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی پابندی جاری رہے حکومتی اعلانات اور SOP's کی عبارت اور حکومتی ذمہ داری کے بیانات مسلمان ذہن اور لہجہ کی پاکیزگی اور خوشبو لیے ہوئے ہوں، تاکہ یہ ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابی کا باعث بنے گا۔

جب آئندہ تعلیمی ادارے کھلیں تو اس سے پہلے پرائمری سکولوں سے لے کر کالجوں اور یونیورسٹیوں تک وضو، پاکیزگی، طہارت، برقع، پردہ کی ترغیب کے چارٹ، FLEX اور ہدایات (پہلے سے) ان اداروں کے در و دیوار کی زینت بنادی جائیں۔ یہی ہدایات میڈیا اور اس کے کارکنان کے لیے بھی لازمی کردی جائیں۔ یہی طرز زندگی کرونا کے ساتھ جینے کا اسلامی ڈھنگ ہوگا۔ (ادارہ)

Vol 14

CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
JUNE 2020

No 06

15 مئی 20ء کی ایک خبر   نوائے وقت/ایکسپریس کی سرخیاں

ہوسکتا ہے کرونا کبھی ختم نہ ہو: عالمی ادارہ صحت — عالمی معیشت 3.2 فیصد سکڑنے کا خدشہ ہے: اقوام متحدہ

کرونا خاتمے کا امکان نہیں، ساتھ ہی جینے کا ڈھنگ سیکھنا ہوگا: عالمی ادارہ صحت

سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان کی خدائی میں UNO کی عالمی نادیدہ حکومت قائم ہے۔ملکوں کے حکمران بالعموم اس عالمی حکومت کے وائسرائے / نمائندے کا درجہ رکھتے ہیں جو UNO کے فیصلوں اور پروگراموں کو بالفعل نافذ کرنے کے پابند ہیں۔اوپر درج کی گئی اخباری سرخیوں کے مطالعہ سے کروناوائرس کے دور میں عوام اور بالخصوص باعمل مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔آزادی اور FREEDOM کے نعرے (سیکولرازم اور لبرل ازم) کے تحت باعمل مسلمانوں اور دینی اداروں کی آزادی مزید محدود و مخدوش کی جانے والی ہے۔ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کے پس پردہ صہیونیّت اور بنی اسرائیل ہے جو عنقریب ظاہر ہونے والی یہودی شخصیّت 'دجّال' کی آمد کی تیاریاں 2012ء -2019ء کے 'TURMOIL' کے بعد اب 2020ء کے آغاز سے ہی 'دجال کے ظہور' کا وقت آ گیا ہے۔اب ہر آدمی کو ایک CHIP لگے گی جو اس کی پہچان ہوگی اور اس کو سیٹلائٹ سے کنٹرول کرنے کے لیے استعمال ہوگی۔ یہی وہ دور ہوگا جو اہل ایمان اور مسلمانوں کے لیے سخت آزمائش اور فتنوں کا ہوگا، ایمان کا بچانا مشکل ہوگا۔حدیث مبارکہ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے دور میں اہل ایمان کا کھانا تسبیح و تہلیل ہوگا۔ دجال کے ظہور کے بعد کا SCENARIO مخلص اہل ایمان کے لیے بڑا خوفناک ہوگا۔ ELECTRONIC CHIP سے انسان کی کل شناخت (بلڈ گروپ، بینک اکاؤنٹ نمبر، FBR نمبر وغیرہ) ہوگی جس کے بغیر حکومتی امدادی رقم کا حصول بھی ناممکن ہوجائے گا۔

(باقی اندر کے صفحہ پر)

Must Read